

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مضمون تجارت و صناعت علم و ہنر و اسلامی سجادات اور اسکی ترقی و تنزلی کے اسباب



ہمتِ عالمی اسلام بزمین زیرِ فلک تاجہ بودند آغاز و چہ گشتند انجام
عزمِ راشپہ تدبیرِ پیرواز گشا تاوگر طائر اقبال بیفت در دم
مسلمانوں کی گزشتہ اور موجودہ تجارت پر بحث کرتے وقت مضمون نگار کا فرض منصبی
ہے کہ تجارت کے ابتدائی زمانہ پر اول غور کرے کہ کب اور کس سن میں اس نے ظہور پکڑا
اور کیونکر قدم بقدم آگے بڑھا اور رفتہ رفتہ اس درجہ تک پہنچا کہ اپنی حیرت انگیز رفتار سے
تمام عالم پر قبضہ کر لیا۔ تاریخی ہزاروں صفحے اُلٹ جائے مگر اسکی تدریجی رفتار کا اندازہ مناسبتاً
ایک طرف یہ بھی پتہ لگانا مشکل ہے کہ کس کس عہد میں اسکے بالکمال موجودہ دن نے اسکی
ایجادیں اور نئی اسکی اصلاحیں کیں۔ اور کن کن قابلوں اور کن کن صورتوں سے
یہ شاہد دل فریب بزمِ عالم میں جلوہ گر ہوا۔

جن چیزوں کو ہمارے موزنون کی قلم نے فروگذاشت کیا ہے آج انہیں جواہرات
 لی اس بازار میں تلاش ہے کون کہہ سکتا ہے کہ آئندہ نسلیں کس خیال کی پیدا ہوگی اور کیسے
 جواہرات نمایش گاہ عالم میں پیش کیے جائیں گے۔ ٹائیچی ورق اُلٹنے اور اسلاف کی حالت
 دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اُنکے دلوں کی آزادیان اور انکی ایجاد پسند طبیعتوں کی تیز زبان
 وراٹکی بہتوں کی بلند پروازیان ہمیشہ گرم کار کھتی تھیں۔ صانع قدرت نے ایجاد ہی طبیعت
 وراختراعی قوت اُنکی ہنادین مضمحل رکھی تھی۔ انصاف کی آنکھیں دیکھ رہی ہیں کہ چند
 صدیوں میں جو کچھ انکی اولوالعزم اور ایجاد پسند طبیعتیں گرگین ہر ایک کا کام نہ تھا اُن بلند ہوتوں
 نے جو کام اُس زمانہ میں کیا اور اُن جو ہر یوں نے جو جواہرات بازار ہستی میں پیش کیے آج
 اُن کا پرکھنے والا بھی اس بازار میں نظر نہیں آتا۔ سوچنے اور غور کرنے سے خود طبیعت
 جو مبداء ایجادات عالم و مخزن اختراعات ہستی ہے دنیا کی اُس جہالت کا علانیہ اعتراف
 کرنے پر مجبور ہو جاتی ہے جسکی ہونڈی تصویر اگر زیادہ صحت کے ساتھ کھینچی جائے تو بغیر
 نیاسات کی عینک لگائے اُسکا ابتدائی خط و خال نظر نہیں آسکتا۔ اگر انسان اپنی کل ذاتی
 خواہشوں اور انتظامی ضرورتوں میں دوسرے کی اعانت کا محتاج نہ تو اُسکی اور حیوانوں کی
 زندگی میں کوئی مابہ الامتیاز باقی نہ رہے گا۔ قدرتی انعامات نے اگرچہ پھل۔ جھول۔ لکڑی۔
 جانور۔ گوشت۔ گھال۔ دودھ۔ آگ۔ پانی وغیرہ بہت کچھ مسلمان زندگی مرحمت فرما سے تاہم
 بغیر صنعت و انتظام نظام حاکم قائم نہیں رہ سکتا۔ دنیا کی حالت آج کچھ ہے کل کچھ۔ اگر
 قادر مطلق کی حکمت غیبی قانون مبادیہ تعلیم نافرمانی تو انسان اپنے تمام اندرونی جذبات

بیرونی خواہشات پر اسطرح قادر ہو سکتا اسی صنعتی مبادلہ نے تمام حاجتوں اور تکلفات اور تفاخر اور ہر شے پر قابض ہو جانے اور ایک کو دوسرے پر ترقی کرنے کی قوت بخشی قدرت کے اسی انتظامی سلسلے اور انسانی جذبات کی مجبوریوں نے ہر ایک کو دوسرے کا معاون بلکہ ہر شہر کو دوسرے شہر کا محتاج بلکہ ہر ایک اقلیم کو دوسری اقلیم کا دست نگر بنادیا یہی قدرتی مجبوریان اور فطرتی خواہشیں تھیں جنہوں نے انسانی سرشت کو حرص و ہوا کے طوق و سلاسل میں اسطرح مقید کر کے رکھا ہے ورنہ سارا سلسلہ انتظام خاک میں مل جاتا نہ کوئی خادم ہوتا نہ کوئی مخدوم نہ کوئی حاکم ہوتا نہ کوئی محکوم اسی انتظامی سلسلے اور اندرونی غیر محدود خواہشات نے ہر شخص کو صنعت اور ہر قسم کے کمال کی تکمیل اور انظارِ کمال پر مجبور کیا تاکہ اپنی مصنوعات اور معمولات سے ایک دوسرے کا معاون اور حاجت روا ہو (اسی مبادلہ کو حرفۃ و تجارتہ کہتے ہیں)

ابتدائی حرفت و صنعت باہمی تعلقات کے مشابہات سے خود بخود دل بول اٹھتا ہے کہ انسانی ضرورتیں ابتدائی آفرینش آدم سے مصنوعات اور معمولات کی محتاج ہیں اگر دینا اور اپل دینا کے کاروبار پر غور کیا جائے تو ضرور اس بات کا خیال ہوتا ہے کہ اگر اپنی ابتدائی تاریخ لکھیں اور نگاہ عاقبت میں سے کام لیں تو آخر کار جو نتیجہ ثابت ہو گا وہ غالباً یہی ہو گا کہ انسانی ضرورتیں

عہ تجارت صورتاً ایک مالی مبادلہ ہے لیکن معناً وہ سب تدبیریں داخل تجارت ہیں جس سے بطور جائز کوئی نفع بدل سکے۔ تاجر کی عظمت شان اس حدیث صحیح سے جو سند امام حنبل میں منقول ہے معلوم ہو سکتی ہے (التاجر الصدوق الامین مع التبتیین والصدیقین والشہداء يوم القيامة) ترجمہ تاجر سچا اور امانت دار پیغمبروں اور اولیاء اللہ اور شہداء کے ساتھ مشہور ہو گا۔ غرضی تاجپوری ۱۲

ربا بھی تعلقات ہی اُسکا ابتدائی زمانہ ہیں پس تجارت کی بھی یہی ابتدا ہے اور اسمین شک
میں کہ انسانی ضرورتوں ہی نے ہموکو تجارت اور حرفت سکائی۔

پہلی چیز دنیا جو مین بونی گئی وہ حضرت آدم علیہ السلام کی بقا سے زندگی کا سرمایہ گیون
تھا جسکو حکم خالق کائنات روح الامین چرخ برین سے لائے اور آدمؑ نے اُن دانوں کو موافق

عہ و دیکھو کامل ابن اشیر۔ مگر اخبار الدول اور صاحب معالم کا قول ہے کہ اول رسم عمارت و آبادی
حضرت ادریس نے جاری فرمائی اور امین سیاست مدن کے موجد بھی یہی ہیں بعض تواریخ مین ہے
تو شہر خود حضرت ادریس نے آباد کیے۔ گنبد ہران جو اطراف مصر مین مشہور ہے حضرت ادریس ہی نے
بنوایا تھا جس مین تمام صنعتوں اور آلات کی تصویر کھجوائی تھی۔ حضرت ابن عباسؓ سے حاکم نے روایت کی
ہے کہ حضرت رہبر وہ حضرت صالح علیہما السلام ہمیشہ تجارت کے ذریعہ سے اپنے کنبے کو پالتے تھے۔
حضرت البرہیم اور حضرت لوط علیہما السلام زراعت پیشہ تھے حضرت شعیب صاحب ہوشی تھے اُسکے دوہ دھمی
پیشہ و صوف سے اوقات بسر کر تے تھے حضرت سلیمان علیہ السلام غواص تھے زنبیل و بوریانا تے اور صحیفہ
مسند فردوس مین برایت حضرت انسؓ وارد ہے کہ رسول مقبول صلعم نے فرمایا کہ اول جامہ بانی حضرت آدمؑ سے
جاری ہوئی جسکی مشق جفتی و نہر پر کی گئی اُسکی ہتھ کو حضرت حواؑ نے کاٹا اور حضرت آدمؑ نے بُن کر اپنے
لیے پہر پہن اور حضرت حواؑ کے لیے اُڑھنی طیار کی۔ اور ابن ابی شعیبہ نے کعب احبار سے روایت
کی ہے کہ اشرفی اور روپیہ کا رواج اول حضرت آدم علیہ السلام نے دیا۔ اول دنیا مین جسے قلم سے لنگو
وہ حضرت ادریس تھے سیف و سنان کی ایجاد اور اسکا طرز استعمال بھی حدیث مین انہی کی طرف
منسوب ہے۔ صنعت حدادی علم نجوم حساب منطوق طبعات۔ الیات ریاضی حکمت وغیرہ کے موجد بھی
ادریس ہیں اور بعض مروج میزان و کمال کی بھی ابتدا انہی سے بیان کرتے ہیں (کنذانی اخبار الدول)
نعلین کی ایجاد حضرت شید کیرن منسوب کرتے ہیں۔ عرشہ ۱۲

تعلیم بویا جب خوشہ لگ کر بچتہ ہو گئے کاکڑ اُسکو پتھرون سے پیسا اور خیر سی کلچے بچا کر کھائے۔ پھر حقیق سے آگ بھالنا۔ لوہا گلاتا بعض آلات آہنی کا بنانا سکھایا جس سے پہلی حرفت و صنعت کی ابتدا اسی مقدس ہمیر سے ثابت ہوئی۔ حضرت حوٰ کی باعصمت ضرورت نے رُوئی کا تنے اور کپڑا بننے کی بنا ڈالی۔ ثوبال سہر قابیل کی رنگینی طبعیت نے مزامیر اور طنائیر کی ایجاد سے شہرت حاصل کی۔ اول جس نے دنیا میں عمارت بنوائی وہ مہلائیل بن قینان بن شیش بن آدم تھے۔ عراق میں شہر بابل۔ خورستان میں مدینہ سوس اب تک اُنکی یادگار قائم ہے مسجد کی ایجاد بھی اسی مُعزز بنیمیر زادہ کی مقدس طبعیت کا نمونہ ہے۔ کپڑوں کا قطع کرنا اور اُسکا سینا ہمیشہ دنیا کو حضرت رادریس کی یاد دلائے گا حضرت داؤد کی زرہ آج تک ضرب النشل ہے۔ نوح علیہ السلام نے فن تجارتی کو ایجاد کیا اور سب سے پہلے دنیا میں جہاز کی بنا ڈالی۔

شداد کا حیرت خیز باغ جب کاشل و نظیر آج تک بوقلمونی روزگار نہ دکھاسکا ابتداء زمانے کی عمارت اور غیر تعلیم یافتہ قوم کی صنعت تھی جس عمارت کی تعریف میں مہار تعمیر ہستی نے (لہم یخلو منہا فی البہار) ارشاد فرما کر معلوم نہیں اُس عظیم المثال عمارت کے ساتھ کیا سلوک کیا اور اُس غیر اے بہشت پر گیا گزرا۔ کیو مہرث نے فلاخن کی ایجاد کی اور دشمنوں پر حملہ کرنے کے لیے چوٹی اسلحہ بنایا۔ اول جس نے لوہا۔ چاندی۔ سونا۔ کان سے نکالا اور اُس سے سپر اور اسلحہ بنایا وہ ہوتنک ابن سیامک تھا۔ زانداختہ کا موجد بھی یہی ہے نہروان اور شیمون کی ایجاد بھی اسی کی طرف منسوب کرتے ہیں سنہور اور سنجاب کی

پوستین اول اسی نے بنا کر پہنی۔ گھوڑے کی سواری زین کی ایجاد علم خطاطی۔ چیتے کو آئین صیدا افغانی تعلیم کرنا تھمورس دیوبند کے نتیجہ فکر سے ہے۔ چونہ اور گچی کا کام۔ جو اہرات کا گلانا۔ دواؤں کی ترکیب دینی۔ پہاڑوں سے پتھر نکالنا اور انکامہ در اور مستطیل بنانا۔ کپڑوں کا رنگنا۔ بھولوں سے عطر نکالنا جمشید کی ایجاد اس سے ہے۔ شمشیر کا رو قزویشم۔ فن شنوری۔ غواہی۔ موتیوں کا دریا سے نکالنا بھی اسی کی طرف منسوب کئے ہیں۔ اسی نے انسان کو چار گردہ پر تقسیم کیا۔ اول طبقہ دانیان روزگار و موبدان ایزد پرست کا۔ دوسرا گردان شمشیر زن و مردان شیر افکن تیسرا کشادرز۔ چوتھا اہل حرفت و تجار کا۔ تاسلسہ تنظیم عالم ربط ہے اور ہر فرقہ دوسرے سے ممیز جمشید نوح علیہ السلام سے پیشتر تھا۔ جام جم جم کو دنیا قیامت تک نہ بھولے گی زمانہ جہالت کے مہندسین اور حکماء اشراقین کی قابل فخر قوت علمیہ اور قدرت علمیہ کا نتیجہ تھا جس سے آئندہ حالتین اور مستقبلہ حوادث معلوم ہو جاتے تھے۔

پہلا کارخانہ بریشم کا اسی نامور بادشاہ کے عہد میں قائم ہوا حریر اور کتان اسی کی قوت ایجاد کی کے ممنون ہیں۔ خنیاک سکہ کا مروج اور موسیقی کا موجد ہوا۔ فریدون نے عمل تریاقتی اور خچرون کی نسل بڑھانے میں شہرت پائی۔ سواری فیل بھی اسی کی ایجاد اس سے ہر علم نجوم بھی بعض موزنین اسی کی قوت ایجاد کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ غرض جب قدر انسانی ضرورتیں بڑھتی گئیں صنعت اور حرفت ترقی کرتی گئی۔ کون کہہ سکتا ہے کہ آئندہ نسلیں اس ترقی یافتہ زمانہ کی ایجادات اور صنعت کو قبولیت جادید کا سارٹیفکٹ دیں گی۔

معلوم نہیں کہ نئی امت کس لباس میں آئینہ والی ہو اور اس سمیائے طلسم میں کیا مین میکھ نکالنے والی ہے۔ اگلے بالکالون کے متن پر موجودہ موجدوں نے آرائش اور نقاشی کے نئے نئے حاشیے چڑھائے معلوم نہیں انکے جانشین تکلفات اور زیبائش کے کیا کیا کمالات پیدا کریں گے۔ اول طبقے کے مسلمانوں کی اولوالعزمیاں۔ انکی بلند ہمتیں۔ انکی توت اختراعی۔ انکی تہذیب۔ شائستگی۔ علم۔ ادب۔ عزم۔ استقلال۔ عزت۔ دولت۔ حکومت۔ ثروت۔ آج کون ہے جو ادب کی نگاہ سے نہیں دیکھتا۔ اسلام نے فتوحات کے ساتھ علوم و فنون دونوں کو ترقی کے آسمان کا نیرین بنا کر چمکایا۔ یہ ہونہار نونہال عرب کی پہاڑی ملک سے نکل کر باغ اہم کی ہر بار چشم زدن میں چشم عالم کو دکھانے لگا۔ مسلمانوں ہی کے زمانہ کی صنایع ایں آج یورپ کی باریہ افتخار ہیں جو یورپین نصف مزاج ہیں وہ مسلمانوں کے قدیم علم و فضل کو اور حرمت اور صنایع میں سب قوموں سے انکی اولیت کو تسلیم کرتے ہیں۔

فرانس کا وزیر اعظم اپنی تاریخ دروڑی میں لکھتا ہے کہ ایک زمانہ میں یورپ کی قوم جہات اور افلاس کی دلدل میں پہنچی ہوئی تھی کہ کیا ایک اسلامی ممالک سے ایک نورِ علوم و ادب اور فلسفہ اور فنونِ صنایع اور دستکاریوں کا پرتو فگن ہوا اور اس قوم جاہل کو خوارستان جہالت نکال کر ایک روشن اور پُر فضا میدان میں کھڑا کر دیا۔ انہیں شہروں سے کمالات علمی اور عملی کا بادل اُمنڈ کر اٹھا اور خاکناے یورپ پر گرج کر برس گیا۔

قرونِ متوسطہ میں سے اہالیانِ یورپ انہیں شہروں سے علوم و فنون کی بیش بہا دولت لی گئے اور یورپ پر انبار کیا۔ وہ قوم کی علمی عظمت اور ہاشمی شجاعت یورپ کے دل میں

سویا کی طرح جانشین تھی آج پستی بہت اور فرومایگی فطرت سے دو آہ بیوہ یا انشک یتیم سے زیادہ وقت نہیں رکھتی ایک وہ دن تھا کہ علم فضل ہمارے ملک ملک دولت ہمارا خانہ زاد نجات و اقبال ازل آور دپرستار تھا آج وہی ہم ہیں کہ نگہت و دولت کے غلام۔ جمالت اور حشمت کے بندے۔ کمینگی اور فرومایگی کے محکوم۔ رذائل ہیمنیہ کے مطیع۔ قوائے شہوانیہ کے ہیر تنزل کے یار تعصب کے حامی۔ نفاق کے پشت پناہ۔ بے غیرتی کے کینز ہرن لراقمہ

آہ ازان محض سہ و طوق و کمر وافر و گاہ	آہ ازان دولت علم ہنر و چست و علم
چہ شد آن دولت و عورت چہ شد آن ملک پاد	امی فلک بیج بدانی چہ شد آن سر و چشم
ماہ را گو کہ گشت در روی خود از نیل سیاہ	بہر را گوی کہ در چشمہ خود غرق شود
رُوی خود تیرہ کنتیر بھینا در چاہ	مشتی در غم این واقعہ از چہ رخ قند

ترتیبہ [ترتیب کی نسبت جتنا سب ایک الذہب لکھتا ہے کہ ایسا بڑ عظمت اور بڑ شکوہ شہر چشم فلک نے آج تک نہ کیا ہوگا جس کا طول چودہ فرسخ سے کم نہ تھا مگر اس میں وہ حصہ بھی شامل ہو چکا کہ خلیفہ اعظم نے بطور سدا و اعظم آباد کیا تھا جو مدینۃ الزہرہ کے نام سے چہار گوشہ دنیا میں بلند آوازہ ہوا۔ وادی الکبیر کے دونوں جانب سنگ مرمر کے نظارہ فریب ایوانات۔ حیرت خیز باغات۔ اپنی خوش بکھاری اور جلوہ افروزی سے بینظیری اور عید التالی کا نقشہ حیرت کے دربار میں پیش کر رہے تھے۔ اہل عرب کے صناعتی کمالات اور انجینیئر کی بے پروا قوت اُن فلک فرساحیت انگیز عمارتوں کے دیکھنے سے آشکار ہوتی ہے جس پر اُن کے قادر اذکما نے کلک صنعت سے اپنی کمائی اور پیشانی کی دورخی تصویر کھینچی تھی ترتیبہ کی عمارات عالیہ میں

صنعت اور خوش پرکاری دونوں اعتبار سے مسجد جامع قابل رشک اور ممتاز عمارت تھی
 ۸۴ء میں عبدالرحمن نے اُسکی تعمیر پر دماغی اور مالی دونوں قوتیں صرف کیں۔ دماغی قوت
 اُسکا حیرت خیز نقشہ تھا جو آج تک یورپین انجینئرز کی قوت متخیلہ مختل کرنے کے لیے
 سحر آفرین اثر کرتا ہے۔ مالی قوت کا تہہ کے خزانہ کی اشرفیاء تھیں جو اُس عجیب و غریب
 عمارت پر صرف کی گئیں۔ عمارت کا ابتدائی سلسلہ بھی ہنوز ناتمام تھا کہ اُسکا بانی چل بسا اور
 اُسکے فرزند خلف ہشام قُسی نفس نے صوبہ ناریون کے غنائم سے اُس عمارت کے سلسلہ
 کو ختم کیا۔ اُسکے بعد ہر فرمانروا نے اپنے بقائے نام یا حصول ثواب کے خیال سے اوس
 عجیب و غریب عمارت میں کچھ نہ کچھ اضافہ کیا حکم بن ہشام نے اُسکے تمام دروازوں اور ستونوں
 کے مُطلّا کرنے میں بیش بہا دولت صرف کر دی۔

عبدالرحمن بن حکم نے (جو علم و کمال کا مُربی و سرپرست مانا گیا ہے) ایک نیا مینار طرائی
 جو ایک سو پچاسی فیٹ بلند تھا نصب کیا۔ عبدالرحمن سوم نے سقف گنبدین سے ایک
 درجہ بڑھایا۔ بارہویں سو فیٹ بلند آؤ مذہب ستون تھے جس پر اُس مقدس عبادت گاہ کی
 عظیم الشان چہت کھڑی تھی۔ خاص درجہ میں چاندی کا فرش تھا جو نظر فریب کچھ کاری سے
 قادرانہ کمال صانع کا حیرت انگیز نقشہ پیش کر رہا تھا۔ ستونوں پر تمام جواہرات نصب تھے
 خاص ممبر جبر خلیب کھڑا ہوا تھا۔ دندان فیل اور ہیزم عود کے چستیں ہزار لکڑیوں سے بنایا
 گیا تھا انہیں اکثر بیش بہا جواہر سے اسطرح لگے ہوئے تھے جس طرح بعض شاخ ثمر سے -

۱۵ دیکھو رسالہ حسن بن اسپین کے حالات ۱۲

سونے کے کیلون اور تیرون کے ذریعہ سے ایک دو سکر سے وصل کیے گئے تھے۔
 صحن مسجد میں چار وسیع اور خوش نما حوض ہر وقت پانی سے لبریز رہتے تھے جس میں حیرت انگیز
 فوارے نصب تھے۔ تین سو باون آدمی فقط اس کام پر مامور تھے کہ اگر کسی بیتان اور عود وغیرہ
 مستقل آہن میں روشن کر کے اُنکے بخور اسے لال ٹیٹون کے لیے جنمیں دس ہزار
 بیتان روزانہ جلتی تھیں خوشبودار تیل بنایا کریں۔ خاص درجہ کی بدیع المثال صناعتی محرابوں
 کی دلکاش اور سحر آفرین وضع دیواروں کی فرورش اور کمال صنعت دیکھنے سے معلوم ہوتا
 ہے کہ گویا ابھی تعمیر ختم ہوئی ہے۔

غریبہ اس سے زیادہ غریب عمارت (قصر الحمراء) ہے جس سے غریبہ کی عظمت و شان
 کی تصویر آنکھوں میں پھر جاتی ہے جو بجائے خود ایک حصن حصین اور کاشانہ دلنشین تھا
 اور کی عجیب غریب صنعتیں انسانی جو اس کو طلسم حیرت میں اسیر کرتی ہیں۔ اس کے علاوہ
 قصر الزہراء - قصر الحائر - روضہ - قصر السور - رشیق - بدیع وغیرہ کی صناعتی شہرت
 بھی قصر الحمراء سے کم نہ تھی۔

مدینۃ الزہرہ سب سے زیادہ حیرت انگیز عمارت مدینۃ الزہرہ کی تھی جو قصر الزہرہ کے نام
 سے مشہور تھی چالیس برس تک یہ عمارت بنتی رہی حسین دس ہزار معمار بارہ سو تجارتیو یہ کام
 کرتے تھے۔ سلطنت کی کل آمدنی کا ایک نلٹ ہر سال اس پر صرف ہوتا رہا۔ انیٹون کی
 جگہ چوبہ ہزار سنگین سلین روزانہ طیار ہوتی تھیں پانچ ہزار جانوران بار بار درسی صنایع

۱۲ دیکھو تاریخ ابن اثیر اور رسالہ حسن مین اسین کے حالات

وغیرہ کے لیجانے کیلئے مامور تھے۔ چار ہزار مُطَلّاؤں مذہب وہ ستون تھے جنکو سلاطین قسطنطنیہ، روم، کارج، سفکس، وغیرہ بادشاہوں نے ہدیہ بھیجے تھے اور باقی ستون المیریا، اور ٹرگونہ۔ کے سنگ مرمر کی کاتون سے بنائے گئے تھے پندرہ ہزار دروازے تھے جنہیں لوبہ یا چکدار پتیل کے غلاف تھے۔ خاص سلطان کے کمرے کی چوٹ اور دیواریں بالکل مُطَلّاؤں مذہب تھیں۔ کمرے کے عین وسط میں ایک حوض سیماہ لرزان سے لبرز تھا جب آفتاب کی شعاعیں دروازوں سے داخل ہو کر حوض سیماہ کو متحرک کرتی تھیں تو برق لامع کا جلوہ نظر آتا تھا اور قوت باصہ اپنے کام سے معطل ہو جاتی تھی۔ اگر مدینۃ الزہرہ کے صناعتی عجائبات کی خوبصورتیاں شمار کی جائیں تو ایک ضخیم مجلد بھی اس بار کو نہ اٹھا سکے۔ ملازمین مجلس امین صنف ذکر کا اندازہ سترہ ہزار لگایا ہو چکے لیے علاوہ طیور اور آبی جانوروں کے سترہ ہزار بونڈ گوشت یومیہ دیا جاتا تھا۔ اناث کا شمار جو صنف شاہی مجلس امین خدمت یا مصاحبت براموتھیں چہ ہزار تین سو چودہ ہے۔ سلو میں نسل کے نوعمر غلامان ملائیک فریب۔ و خواجہ سرا یا ن زائد گش تیس ہزار تین سو چاس تھے جنکے لیے علاوہ توے۔ تیرتر۔ بئیر۔ مرغابی۔ کبوتر بحساب ایک سیر فی کس روزانہ گوشت دیا جاتا تھا قصر الزہرہ کا خوشنما تالاب جسمین ہزار ہا قسم کی خوشنما رنگارنگ مہلیاں تفریحاً بالی گئیں تھیں بارہ ہزار روٹیاں علاوہ دانوں کے روزانہ اُس تالاب میں پڑتی تھیں۔ ایک عربی مؤرخ لکھتا ہے کہ آج جہاں گوشت دنیا میں اسکا کوئی نظیر نہیں۔ بعید الوطن سیاح۔ اولو العزم شاہزادے۔

تاجر۔ سفیر۔ ادیب۔ شاعر۔ علما۔ فقہاء۔ حجاج۔ زوار۔ فقہاء۔ ہر درجہ کے اہل حرفہ ہر مذہب کے دانا ہر ملت کے فرزانہ متفق الہام ہیں کہ ہم نے اتنا سیاحت میں کوئی ایسا عجیب و حیرت انگیز شہر چشم ظاہر میں سے نہیں دیکھا جسکو مدینۃ الزہراء اور قصر الزہراء سے اتنی بھیست ہو جتنی کرکاک شب تاب کو آفتاب سے ہوتی ہے۔ اسکی سبز باغیں۔ رنگ مرمر کے ایوانات۔ فلک فرسا مٹلاؤندہ ب درو کو شک۔ تبتہ دار اور ستیر نشستگا ہیں۔ جنمیں قہر کی صنایع ان اپنے صالح کے کمال کو حیرت انگیز صورتوں سے بتلا رہی تھیں۔ خوشنما تناب۔ دلکش ترکیب۔ دلفریب تقابل۔ تبش بہامفرق سر پر دے۔ آرائشی نقاش۔ طلائی کوازمات زیبائش۔ مرصع ستونوں کی خوش بکاری۔ رنگ سازی کی کاریگریاں۔ جسے درد دیوار کو رنگماے بوقلمون سے ایک حوصلہ فرسا منظر بنا رکھا ہے۔ شقائق نہرین۔ لب جو سر کی خوشنما قطار۔ روح افزا حوضین۔ مٹصفا جھیلین۔ جو بیش بہا صنم سے چورس پتھر کی تراش کر بنائی گئی تھیں۔ جہن جا بجا جانوروں کی زندہ معلوم ہوئی الی موثرین سطح آب پر بھرتی معلوم ہوتی تھیں۔

خلیفہ اعظم کے اہل اعظمت و جلال کے لیے اسقدر کافی ہے کہ جب خلیفہ نے شاہ یونان کے سفر سے ایوان قصر الزہراء میں اپنے تمام اراکین و دربار اعیان سلطنت کے ساتھ دربار عالم میں ملاقات کی جس مکان میں اندر سے باہر تک طلائی غالیچون اور بیش بہا پشیمون کا فرش تھا۔ ہر محراب و در پر زرد و زرشم کے پردے آویزان تھے۔ کہ دفعۃً شاہ یونان کے سفیر داخل قصر شاہی ہوئے۔ مکان کی شانہ شان و شوکت۔ لیکن کی پلنگا نہ جھوٹ

سطوت سے صید مذبح کی طرح مرقعش تھے جب حواس درست ہوئے قسطنطین شاہ یونان کا خط پیش کیا گیا سلطان نے بعد ملاحظہ ایک خوش بنیان مقرر کو اشاہ کیا کہ مناسب اس بیج دی۔ اسپیکر دو چار جملے بھی نہ ختم کرنے پایا تھا کہ سلطانی جبروت اور شاہی جلال نے لکچرار کی زبان پر پھر خاموشی لگا دی اور وہ ایسے سے زمین پر گر کر بیہوش ہو گیا۔ دوسرے مقرر نے اس نیا تمام خدمت کو تمام کرنا چاہا مگر اوسکی بھی یہی حالت ہوئی۔ غرض قرطبہ کی ظاہری عظمت و شوکت جب قدر قابل رشک یا درخور تائش تھی اوس سے زیادہ علم و فن اور فضل و کمال کو قرطبہ میں فضیلت تھی۔ جگر تشنگان علوم کے لیے قرطبہ کے دریا دل علما کا سینہ فیاض حشر چھوٹا تھا بالخصوص علمی طب کو اندلس کے سرجن ڈاکٹروں کی معلومات جدیدہ اور تحقیقات غیر محدود سے اتنی وسعت اور ترقی ہوئی کہ تمام گزشتہ صدیوں میں عظیم المثال تھی چنانچہ ابو القاسم خلف جو گیارہویں صدی عیسوی میں اس فن کا امام گزرا ہے اُسکے اکثر عملیات زمانہ حال کے عملیات سے بالکل مطابقت رکھتے ہیں۔ ابن ظہر جو ابو القاسم کے بعد ایک کامل فن اور حکیم نامور گزرا ہے دونوں شاخوں یعنی علمی اور نظری طب کو اپنی نئی ایجادات کا سپاس گزار کیا اسی طرح ابن بیطار نے جو علم نباتات میں استاد نامور تھا قریباً تمامی مشرقی دنیا میں سفر کر کے نئی نئی بوٹیاں اور اُنکے خواص دریافت کیے ابو الوہس اسی زمانہ کا ایک مشہور فلسفہ دان اور اُن جلیل القدر کا ملین سے تھا جنکی حسن سعی نے قدیم فلسفہ یونانی کا جدید فلسفہ سے پیوند معنوی لگایا تھا۔

علم ہیئت - جنبہ رافیہ - کیمیاء - طبیعات - البیات - غرض کہ کوئی علم اور کوئی فن ایسا

نہ تھا جسکو قرطبہ نے اپنے دامن تربیت میں پرورش نہ کیا ہو صنعت و متکاری میں اندلس اپنے تمام ہم عصر دن پر ممتاز تھا ریشمی کام یہاں کا مقبول عالم و منتخب روزگار تھا۔

اسپین اسپین میں صنعت و حرفت نے ایسی بنیادیں ترقی کی تھیں جسکے سونے سے حیرت رہتی ہے امیر عبدالرحمن نے فنون کسب کو ترقی کے آسمان کا مہر عالم تاب بنا کر چمکایا ہر قسم کے صنایع و حرفن کے کامل ہر ہنر کے استاد ہر شہر میں ہزار ہا موجود تھے۔ وہاں کا ریشم اور حریر کا کارخانہ شہرت اور ناموری کے آسمان کا ستارہ بن کر ٹٹا۔ سول ہسپین کا مشہور مالدار شہر تھا تیرہ ہزار کارخانے فقط پارچہ بانی کے اُس میں موجود تھے اسطرح پشم بانی کے بھی ہزار ہا کارخانے قائم تھے۔

المیر یا وجیرنا المیر یا کے ریشمی کپڑے اور اُونی قالین آج تک یورپ میں مشہور اور انگریزی تاریخوں میں مذکور ہیں اسی شہر میں شیشہ اور پیتل درلو ہے کے ظروف ایسے خوشنما بنتے تھے جسکی شہرت آج کون انکار کر سکتا ہے۔ کوزہ گری کو اسپین اتنی ترقی ہوئی تھی کہ بعض کوزہ گر مٹی کے برتنوں پر سونے اور تانبے کی ایسی جلادیتے تھے کہ اصل و نقل کا امتیاز محال تھا۔

گمہ دان باریک کام ایسا نازک بنتا تھا کہ آج تک صنّاعین یورپ کو رشک ہے۔ جیہ ونا کے زیور دن کی نزاکت اور خوشنما آج تک ضرب المثل ہے۔ مرصع کاری جو ہر نگاری اسکا حصّہ تھا۔ یہاں کے کاریگر دن نے بارہ درخت بلور سے تراش کر بطرز سر و گل تانی بنائی تھے

جسکا طول سترہ سترہ گز تھا اور ہر درخت مین دو ہزار تین سو چالیس کنول روشن ہوتے تھے یہ سب بلوری درخت قصر الزہرہ کے ایوان خاص مین اپنے صانع کی کمالیت پر بہان ساطع شیں کر رہے تھے۔ بہ نسبت اور ممالک کے اسپین کے شمالی حصہ نے صنعت و حرفت مین ایسی ترقی پائی کہ زمین سے آسمان بن گئی جس کا رشک ہمیشہ اُسکے حریف مقابل یعنی دار الخلافہ بغداد کو رہا اور یہ فخر کا طرہ اُسکیکے اہل قدر و ستار کو زیب دیتا ہے۔

دمشقی اسی طرح دمشق بھی صنعت و تجارت مین نامور شہرون مین شمار کیا گیا ہے یہاں کی صناعی کارخانے اور تجارتی منڈیاں تمام یورپ مین امتیاز کی نظر سے دیکھی جاتی تھیں پارچہ پارچی اور حریر بانی کے مختلف کارخانے قائم تھے رنگ سازی کا کام ناظرین کے لیے حیرت اور استعجاب کا باعث ہوتا تھا۔ دمشقی ظروف اُمر اور سلاطین کی میزوں کے زیب و زینت تھے یہاں کے غالیچے آج تک یورپ مین مشہور ہیں۔ آہنی آلات جو دمشقی کارخانے مین بنتے تھے فرانس اور اطلی وغیرہ کے بازاروں مین سونے کی قیمت بکتے تھے۔ دمشقی زر گردن نے اپنے دعو یا رون کو دکھا دیا کہ آسمان کے خدا نے اس کام کے لیے زمین پر انہیں کو اُتارا ہے دمشقی تلوار تیغ ہندی اور خنجر رومی سے زیادہ مشہور تھی مگر چاکو بھی شہرت اور ناموری کے آسمان کا تارہ بن گیا تھا وہاں کے معمار جو اپنے فن کے یگانہ روزگار اور منتخب لیل و نہار تھے اگر لائق ستائش تھے تو نفاس بھی وہاں کے جوہر ایک لائانی اور روش ہزار دہانی تھے قابل رشک تھے۔

اسی طرح اصفہان کا کارچوبی سامان مرد کار و شہم طرازوں کا مشہور ترکستان کے غالیچے

ایران کے فالین روم کا حریر و دیبا۔ صفایان کی تیغ۔ آسمان شہرت کے نجم ثاقب بن کراسدور
چمکے کہ آج تک انکی شناعین صنعتی زمین برنوانی چادر کی طرح پھیلی ہوئی ہرین جنگی ستائش
مین سیسی موصین کی زبانین اب تک گھسی جاتی ہیں۔ مقام طلیطلہ جو سلطنت ہسپانیہ کے
ماتحت سہوہان کے اسلحہ اور غرناطہ کا حریر باوجود نفرت و مخالفت مذہبی یورپ کی ہمیش بہا
دوست بدلتا رہا تھا۔ اس طرح بغداد۔ مرو۔ سجرا۔ بلخ۔ قاہرہ۔ سکندریہ۔ مراکو۔ ان سب
مقامات میں ہزاروں تجارتی منڈیان اور صنعتی کارخانے قائم تھے ہر فن کے اہل کمال
ہر شہر میں ہزار ہا موجود تھے۔ کیا زرگوں کو معمار کیا نقاش و نجار ہر فن کے لوگ بکثرت ہر قسم
کے پیشہ ور فراوانی کے ساتھ ہر جگہ نظر آتے تھے ہر شہر کو اگر دارالعلم یا دارالصناعت کہیں تو
بیجا نہوگا لراقم

علم و صنعت مال من بود است حرفت کار من	خانہ زاد خانہ من بود دولت پیش از من
---------------------------------------	-------------------------------------

ہندوستان ہندوستانی قدیم صنعتیں اور بیان کا قابل قدر تجارتی مال ہمارے ہی عربی
تجار مغربی ممالک میں پہنچاتے تھے جو یورپ کی بیش بہا دولت سے بدلا جاتا تھا۔ مجھے فہوس
کے ساتھ لکھنا پڑتا ہے کہ یورپ کی نہایت مہذب تاجروں نے بھی ہندوستانی صنعت
اور دستکاریوں کا حال قلم انداز کیا ہے۔

مسٹر گرین کی ہر دل عزیز تاریخ جو دعویٰ کے ساتھ جہلک میں پیش کی جاتی ہے اس نے
بھی اس بے نصیب ہندوستان کا ذکر کیا۔ حالانکہ کسی زمانہ میں اس ایشیائے حصہ کی تجارتی
اور صنعتی شہر نے مہذب دنیا کو حیرت میں ڈال رکھا تھا۔ قایمان اور ہیون شانگ

نے ہندوستان کے فنون اور صنعت کی حیرت انگیز تصویق کی ہے۔ یہ وہ چینی مورخ ہیں کہ انیسویں صدی کے مکنتہ چین اب بھی انکی انضلیت تسلیم کرتے ہیں اور انکے بیانات وقت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔ ہندوستان کے کپڑے اور دستی چیزیں یورپ کے بازاروں کی دلچسپ تجارت تھیں۔ فلپ دوم اور چارلس پنجم کے مورخ ہندوستانی مثال تنزیب لکھنوا ب کی قابلِ فخر تعریف کرتے ہیں۔ اگر وہین تاج محل سلامی کاری گردن کا بیش بہا نمونہ اب بھی موجود ہے تخت طاووسی مغربی مسافر کے لیے قابلِ حیرت نظر آتا تھا۔ ہندوستان کے ریشم کی ساخت ایک زمانہ میں صنعت اور تجارت کی مفید شاخ سمجھی جاتی تھی عثمانی سلطنت میں ہی ریشم بترجیع استعمال کیا جاتا تھا۔ تاریخون سے ثابت ہوتا ہے کہ پہلی ہی صدی سے اسلامی تاجر جزائر ہند میں آئے۔ ولید ابن عبدالملک کے عہد خلافت میں عربی تاجرون کا جہاز راجایان ہند کے اشارے سے سندھ پر لوٹ لیا گیا جس کا فیصلہ محمد قاسم ہرنیل دمشق کی تلوار نے کیا۔ خلفائے راشدین کے ابتدائی زمانہ سے اسی قوم عرب نے صنعت اور تجارت کو ترقی دی جب اسکی ترقی معراج کمال پہنچی تو صفِ قرطبہ میں دو لاکھ چوبیس ہزار گمر کاری گردن کے تھے۔ اور چار ہزار مسجدیں بچاں شفا خانے اور انشی مدارس نو سو تمام مگر اسلامی عظمت کا تاج بغداد ہی کے سر پر زیب دیتا تھا چوبیس ہزار مسجدیں سات سو مدارس دس ہزار حمام بغل میں دبا لے بیٹھا تھا۔

بغداد اگرچہ صنعت میں اسپین کا مقابل نہ تھا مگر بغداد کی تجارت اسپین سے کمین بڑی ہوئی تھی۔ ہزار ہا تجارتی کارخانے قائم تھے۔ خلفائے بغداد کا حلالے کرم

اعیان دولت کی داد و دہش اُمرا کا آواز کا جو دارالکین سلطنت کی زینت پسندی اور تفاخر نے
 اقصائے عالم کے تاجرون اور ارباب کمال کو بغداد میں کھینچ لیا تھا۔ جدہ دیکھیے اہل کمال جہا
 نظر اٹھایے اہل ہنر۔ گویا فضل و کمال اور علم و ہنر دار الخلافت کا زیور تھا۔ کیا بازاری کیا شکاری
 کچہ نہ کچہ ہر ایک کے صندوق سینہ میں سرمایہ علمی موجود رہتا تھا صناعتی کارخانے بھی صدیوں
 نظر آتے تھے۔ ریشمی کپڑے بکثرت بنے جاتے تھے ہر قسم کے بیش بہا اسلحہ بنائے جاتے
 جنکو تاجرا طراف عالم میں بیچا تو۔ اگر بغداد جسم تھا تو کمال معاری اور نقاشی اُسکی روح تھی اور ایشی نقاش
 اُسکا دل۔

المقتدر باللہ عباسی نے تیسری صدی میں جو عمارت بنوائی تھی اُسکی نظیر آج تک زمانہ
 نہ دکھا سکا صحن کے وسیع حوض میں طلای احمر کا ایک درخت تھا جس میں مختلف جواہرات کے
 ہزار ہا ہل بھول پتے اس دربار صنعت سے نصب کیے تھے کہ اصل و نقل کا امتیاز ہر مبصر کا
 کام نہ تھا۔ جسکی شاخوں پر ہر قسم کے طلائی پرند اپنی دلکش اور دل فریب لہجوں میں مست و رزمہ
 سنجی تھے حوض کی دونوں جانب پندرہ مصنوعی سوار پر شوکت و باحری کی در دیان پہنے
 اور شمشیر مرصع کمر میں لگائے ہوئے اسطرح ٹہلتے تھے کہ گویا شمشیر میں میانوں سے نکلنے
 والی ہیں اور ایک دوسرے پر حملہ کر رہی ہیں۔ دار الخلافت بغداد میں ہزار ہا ایسی عمارتیں تھیں
 جسکی نظیر زمانہ کو نہ مل سکیگی۔ قبة الخضر۔ قصر الخلد۔ قصر الذهب۔ دار الخلافت کی جان اور
 اسلامی عظمت و شان کے گویا نشان تھے۔

سدیو جو فرانس کا ایک نامور مورخ ہے ایک خاص تاریخ عرب کی فضیلت اور بزرگی اور علم و ہنر کے اثبات میں لکھی ہے جس میں لکھتا ہے کہ عرب کے فتوحات کا سیلاب اسپین کے دریاے طاج سے ہند کے دریاے ستلج تک اس فوری حرکت سے پہنچ گیا کہ دیکھنے والے حیرت میں رہ گئے۔ جب اسلامی سلطنت میں ضعف آگیا اور اہل یورپ نے عرب کو اسپین سے خارج کیا تو اُس وقت انہیں کے کمالات اور انہیں کی ہمیشہ با صنعتوں اور ایجادات سے بھرپور متمتع ہوئے۔ یورپ میں تو اب بھی وہ انتظام اور طرز تمدن نظر نہیں آتا جو کسی زمانہ میں عام اہل عرب کے عادات اور خصائل میں داخل تھے۔

ایجادات و تکمیل علوم جب حجازی فتوحات کا سیلاب رکتا چلا اور انگلیس سے دریاے ستلج تک اسلامی حکومت پھیل گئی اس وقت فاتحان اسلام کمالات علمی اور صنایع و تکنیکی کی طرف جھک پڑے چنانچہ اسی زمانہ میں قرطبہ اور قازس اور نیشاپور اور سمرقند اور ہرات وغیرہ یورپ پر ہیبت لے گئے اہل عرب نے جمیع کمالات انسانیہ کا اپنے کو منظر ثابت کر دیا تھا حکماء یونان کی کل کتابیں مامون کے پراسن اور ہارون عہد میں ترجمہ ہوئیں۔ اون کی شرحیں لکھی گئیں بیش بہا آلات رصدیہ طیار ہوئے۔ تمام کرہ زمین کی پیمائش کی گئی۔

طبقات الامم سے معلوم ہوتا ہے کہ یحییٰ ابن منصور اور خالد ابن عبدالملک اور عباس جوہری نے بحکم مامون الرشید دمشق اور شام میں رصد بنا کی تھی اور زمان سال شمسی اور مقدار میل شمس اور حالات ثابت و سیارات کی تحقیق و تفتیش کی اسطرح مغربی ساحل پر رصد قیادہ

اور شرق میں رصدانہ کی مشہور تھی غیاث الدین کا شانی اور قاضی زادہ رومی اور سلامۃ قوشچی نے سمرقند میں اسی رصد سے شہرت پائی۔ اسی طرح مراغہ میں رصد ہا کو خانی اور بغداد میں رصد مامونی اور شام میں رصد ابن شاطر اور مصر میں رصد حاکمی تھی۔ ابو جعفر خوارزمی کی زیچ نے مامونی عہد خلافت میں بطلمیوسی زیچ سے زیادہ شہرت پائی۔

عبد الملک بن مروان کے عہد میں جنگی جہازات اور آلات بحری کا ایک عظیم الشان محکمہ ٹونس میں قائم کیا گیا۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ قوم عرب بلاشبہ تمام یورپ کی استاد واجب التعظیم ہے۔ انہیں عربوں نے سفر کے حالات قلمبند کیے۔ اسی فاتح قوم نے مشاہیر لوگوں کی زندگی کے حالات بطور (الائف) لکھنا اختراع کیا۔ اسی مقدس قوم نے صناعتی دور متکالیوں کو آسمان کمال کا آفتاب بنا کر چمکایا۔ انہیں کی عمارتیں حیرت انگیز نگاہوں سے دیکھی جاتی ہیں۔

دونا تو یہ ہے کہ مخالفت مذہبی نے چشم بصیرت پر پردے ڈال دیے جس سے عام اہل یورپ کی نظر سے اس قوم کا قدرتی حسن پوشیدہ ہو گیا۔ اسی قوم نے علم طب اور علم تاریخ طبعی اور علم کیمیا اور علم فلاح پر کمالات کے وہ حاشیے چڑھائے جس کا سمجھنا آج مشکل ہے برخلاف اور علوم عقلیہ کے جس پر مالکانہ قبضہ کر لیا تھا اور جس میں اوکی فضیلت اسلام سے ترقی کر گئی تھی۔ اہل یورپ نے اس بات کا اقرار کیا ہے کہ عرب نے کاغذ کی ایجاد میں کپڑے کی ایجاد پر

۱۰ کاغذ کی ایجاد سے پہلے مختلف چیزیں مثل سیسے کے تختے فلزیات کے پترے جانورن کی غث

دی ہوئی کھالیں اور اکثر درختوں کے پتے زمانہ قدیم میں لکھنے کے لیے مستعمل تھے۔ ٹائٹ فیکس نے ایک

بھی شرف حاصل کیا ہے۔ جہانک، ہکو علم ہے گویا ایک دانا قوم عرب کی اوس خرمن
فضیلت کا ہے جو آج تک ہکو معلوم بھی نہوا۔ بہر کیف عہد ہمارے فضل و کمال کا اب
بھی سرچشمہ ہے اور جن کمالات کو تصور فہم سے ہم سمجھتے تھے کہ یہ اور قوم کا ایجاد ہوگا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۰) بہت پُرانے زمانے کی کتاب کا ذکر کیا ہے کہ وہ سیسے کے آٹھ درقون پر
لکھی ہوئی تھی۔ جب سیسے کی تختے ترک ہو سکتا تو کئی جگہ دو سکھڑات پتروں پر چڑھون کا کندہ ہونا طبع
پا گیا۔ چنانچہ رومیہ الکبریٰ کے لوگ تاریخی واقعات پتیل کے پتروں پر کندہ کر کے رکھتے تھے۔ کلاویس
کی اسپیج بھی پتیل ہی کے پتروں پر کندہ کی ہوئی اب تک فرانس کے (لائسن ٹاؤن ہل) میں بحفاظت
موجود ہے۔ بعد ولادت مسیح علیہ السلام بجائے فلز اسکے پتروں کے درخون کی چال اور پتوں سے
کاغذ کا کام لیا گیا۔ یورپ میں کاغذ بنانے کا طریقہ ۱۵۰۰ء کے بعد استعمال میں لایا گیا۔ ۱۵۰۰ء کے اوس
طرف کا کارخانہ سترقند میں قائم تھا آٹھویں صدی میں جبکہ سارسیں اسپین کو فتح کیا تو جہان اپنے ساتھ عربوں کے
دھوکے علوم و فنون لے گئے تھے وہ ان کاغذ سازی کا فن بھی اپنے ساتھ لائے انگلستان میں ۱۵۰۰ء
اول کاغذ کا کارخانہ سر جان اسپٹل میں ایک جرمنی نے ۱۵۰۰ء میں بنیاد ڈالتا تو قائم کیا تھا جبکہ ۱۵۰۰ء میں
ملکہ الیزبتہ نے نائٹ ہریڈ کے معزز خطاب سے اوسکو نامور اور بلند آوازہ کیا۔ اسکے بعد ۱۶۹۵ء میں بنیاد
اسکاٹ لینڈ عمرہ کاغذ کے چھاپنے کی کینی قائم ہوئی۔ ۱۷۰۰ء میں جمیس ہڈٹ میں نے ایک اور کارخانہ
میلڈسٹون میں قائم کیا اوسنے اس فن کو یونانک ترقی دی کہ آج بھی جو عمرہ اور قیمتی کاغذ میں اسی کے نام
سے منسوب یعنی (میس پپر) کہلاتے ہیں۔

اہل یورپ نے اس فن کو مسلمانوں ہی سے سیکھا اور اپنی جودت فکر و وقوت آخذہ سے آج اس مرتبہ
کمال کو پہنچا دیا کہ عقل حیرت زدہ رہ جاتی ہے ۱۲ غرضی تاجپوری۔

وہ ہکواہی معتبر مسیحی تاریخوں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل میں کل ایجادات کے
موجد عرب ہیں۔ اسکے بعد یہی فرانسیسی مورخ اپنی تائید کلام میں اسکندر بہبٹ کے کلام کو
نقل کرتا ہے کہ قوم عرب کو خدا نے ایسے پیدا کیا کہ وہ علوم و فنون صنعت و حرفت کو اوج مختلف
قوموں میں پہنچا دیں جو ساحل فرات سے ہسپانیہ کے داوی کیئر تک پھیلے ہیں۔ اہل عرب
کی طبیعتوں میں قوم بنی اسرائیل کی طرح یہ بات نہ تھی کہ وہ کسی قوم سے نمل سکتے ہوں یا مٹا
قوموں سے اختلاط اُنکے مذہب کے خلاف ہو بلکہ وہ عام قوموں سے دوستانہ اختلاط رکھتے
تھے ارتباط اُنکا قومی شمار تھا تا لیف قلوب اُن کے مذہب کا تاکید قانون تھا۔ اُنکے
انہیں خصائل ملکیہ اور اخلاق آئینہ نے تمام دنیاوی زمین میں اُنکے فضائل کو پہنچایا۔ مگر باوجود
اس اختلاط کے قوم عرب میں یہ خاص کمال تھا کہ جسے سب سے تمام روئے زمین پر متاثر وہ
جہاں جاتے تھے اپنی سائنس و اپنی تیر لپنے ساتھ لیجاتے تھے۔ پھر یہی مورخ لکھتا ہے
کہ عرب کے مخترعات اور ایجادات کے ہکوناہت ہو گیا ہے کہ اہل عرب کی عقلیں سب قوموں
کی عقلوں سے تیز اور دقیقہ رس تھیں۔ عرب کی قومیں کمالات علمیہ اور فنون کسبہ میں ہماری
معلم اور استاد ہیں۔

یورپ میں شارلمین نامی ایک نامور فرمانروا تھا جس نے سیاست اور حکمرانی کی بنا ڈالی سلطنت
گریک پر زوال آنے تک یہ بادشاہ باقی رہا اسی بادشاہ نے علم و کمال صنعت و حکمت
اول اول اسلامی مقام سے لیا اور اپنے قلمرو میں شائع کیا۔ پیرس میں اوسے نے مدرسہ
بنوایا تھا جس میں علوم و فنون کی تعلیم ہوتی تھی۔ ہارون الرشید کا معاصر تھا۔ اسی کے دربار میں

خلیفہ بغداد نے حیرت انگیز گھڑی تحفہ بھیجی تھی جسکی بیش بہا صنعت نے دہار کو حیرت میں ڈال دیا۔
فرانس میں اسی زمانہ سے گھڑی کارواج شروع ہوا۔

قطب نما کا ایجادی طرہ اسی عہد کی دستا فضیلت کو نزدیک دیتا ہے۔ اگر ایک انگریزی
مورخ کا قول تسلیم کر لیا جائے تو اسوقت بھی یہ ماننا پڑے گا کہ انہیں عربی تاجروں سے اہل
یورپ نے پایا۔ کارکن صاحب اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ اہل عرب کی تجارت ممالک
ختا میں آٹھویں صدی سے پندرہویں صدی تک قائم رہی وہیں سے اہل عرب نے قطب نما
حاصل کیا اور جہان کیسے وہاں اس ختائی ایجاد کو لیتے گئے بحر قزقم طے کر کے قسطنطنیہ کے
مغربی ممالک میں جہاں اہل عرب کی تجارتی کھٹیاں قائم تھیں جب وہاں پہنچے تو یورپ
کو بھی اس نعمت سے محروم نہیں رکھا۔ بہرہوی انگریزی مورخ لکھتا ہے کہ اہل ختائی ایجاد
عرب سے یورپ کو ملی آٹھویں صدی میں دیکھتا ہوں کہ اہل فرنگ نے اس قدیم ختائی ایجاد کو جو حضرت
عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت سے ایک ہزار سال پیشتر ایجاد ہوئی تھی اپنی طرف منسوب کر لیا ہے۔
اور سبکین ساحکیم اس آلہ کے ایجاد کا دعویٰ ادا کیا ہوا۔ محکمہ معتبر اور قدیم ختائی تاریخوں سے جہاں تک
ثبوت ملتا ہے اوس سے اسکی قدامت بڑھتی جاتی ہے نزولی حالت میں بھی اسکا ایجادی سال
تاریخ مسیح علیہ السلام کی ولادت سے صدیوں پیشتر ہے۔ غرض ختائیوں سے یہ قطب نما عرب
تاجروں کو پہنچا اور ان سے ہماری قوم نے لیا۔ بہرہوی مورخ لکھتا ہے کہ بارود بھی انہیں ختائیوں

۱۵ دیکھو المامون مصنفہ مولاہا شبلی نعمانی عرفیہ۔ ۱۶ صاحب کلکتہ میں دیکھیں یا سفیر تھے۔

۱۸۴۷ء میں تاریخ چین لکھی۔ ۱۲

کی قدیم ایجاد سے ہے اور ظن غالب ہے کہ اسی قوم کا کوئی نسخہ اہل عرب کو مل گیا ہو اور وطن میں جا کر اسی قوم نے اپنی طرف منسوب کر لیا ہو۔

تحقیق طبابت علم طبابت کا موجد ایک مصری حکیم ہے پہلا مدرسہ طبابت کا اسکندریہ میں کھولا گیا جیمین ٹریٹس اور ہر افلس استاد تھے اسی زمانہ میں علم تشریح مدون اور مکمل ہو گیا تا علم نباضی کی تکمیل بھی انہیں حکماءے مصر کی قوت فکریہ کا نتیجہ ہے جنہوں نے حضرت عیسیٰ کی ولادت سے صدیوں پیشتر علم جراحی اور نباضی اور دوا سازی کو مرتب اور مکمل کیا۔ ہندوؤں کی کتب تاریخ سے اس فن شریف کی عمر تین لاکھ سچاسی ہزار سال معلوم ہوتی ہے جس کا موجد برہاتھا اور جس نے فن طبابت کے متعلق ایک لاکھ اشلوک و یک شاستر میں تحریر کیے۔ بقول ڈاکٹر رائل صاحب علم کیمیا اور معدنی دواؤں کا استعمال کرنا ایجادات ہند سے ہے مگر اسلامی موز لکھتے ہیں کہ ہندیوں نے یونانیوں کی طرح مصری حکیموں سے تعلیم پائی اور وہی مصری سرمایہ ہندی حکماء کے افتخار کا ذریعہ ہوا۔ ایک نامی ڈاکٹر حیوانات کی تشریح حکیم فیثاغورث کی طرف منسوب کرتا ہے یونانیوں سے رومیوں نے فن طب حاصل کیا۔ اسفلیدس اور ڈی اسکالٹوس اس فن میں شہرت اور ناموری کے سارے زینے طے کر چکے تھے۔

ایک سو آٹھ ہجری میں عرب اس فن کی تحصیل اور تکمیل کی طرف آمادہ ہو گئے اور بصرہ

۱۵ دیکھو معدن الکلمہ مولفہ ڈاکٹر سید غلام حسین جو صاحب تصانیف کثیر ہیں اور جکا داغ انگریزی معلومات

وجالینوس کی کتابوں کو یونان سے جزیرہ نما سے عرب میں پہنچ لائے جسکی تکمیل آل عباس نے کی۔

سن بارہ سو عیسوی میں اہل یورپ نے سونا چاندی بنانے کی امید اہل عرب سے علم کسٹری حاصل کیا اور سن پندرہ سو تک اہل یورپ کا طبی علم کسٹری تک محدود رہا۔ سن پندرہ سو عیسوی میں محمد بادشاہ نے قسطنطنیہ کو جب فتح کیا تو وہاں کے فاضل اور حکیم اطراف عالم میں منتشر ہو گئے اور علمی ذخیرہ اپنے ساتھ لیتے گئے اور اسی دولت سے یورپ کو جاگرایا لایا گیا۔ صاحب تاج سلطنت انگلشیہ کا قول ہے کہ نہری اول کے عہد میں اہل یورپ نے ہسپانیہ جا کر مسلمانوں سے طب اور ریاضی اور فلسفہ وغیرہ حاصل کیا اور وہاں سے جا کر اپنی قوم پر اس علمی دولت کو اپنایا کیا۔

اسلامی تحقیق اور ایجاد عمل یدین اہل اسلام کا کمال ابو القاسم ابن زہراوی کی کتاب دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں نے اس کام کی تکمیل کمان تک کی ہے جسکو اہل یورپ نے اپنی قوت ایجاد کی طرف منسوب کر لیا ہے۔ ہارون نے مرض جبک کی ایجاد میں نام حاصل کیا جسکی تحقیق ماہیت مع علاج رادی عسراتی نے کی۔ ابو الخیر بغدادی نے جو ایک نامور حکیم تھا اپنی قوت ایجاد کی سبب بقراط دوم کا خطاب حاصل کیا۔ معلّم ثانی ابو نصر فارابی سا حکیم بوعلی اور ابن رشد ایسا فلاسفر جن کو تمام یورپ نے مسلم الثبوت استاد مانا ہے۔ ان حکما کی اجتہادی قوت اور تصانیف غیر محدود نے اس فن کو پونا کر لیا۔ اطباء طبقہ اسلام میں

۱۲ دیکھو ابو القاسم ابن زہراوی کی کتاب

معالجہ کرانے کی تمنا اُنکے دشمن بھی رکھتے تھے چنانچہ قسطنطیہ کے بادشاہ یونین کیسیکو
مرضل ستقانے جان بلب کر دیا تہا دولت عباس نے اُنکی خواہش پر (قرطبہ) میں اُس کا
علاج مسلمان طبیبوں کے سپرد کیا۔ حکیم ابوریحان نے حرکت ارض کے باب میں شیخ الرئیس
سے جو مناظرہ کیا ہے اُسکے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوریحان حرکت ارض کا قائل تھا
جسکو فلسفہ جدید حکماء یورپ کی تحقیق سمجھتا ہے۔ بنی خاگر کی کتاب آلات جبرئیل کے
دیکھنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ اہل اسلام نے اس فن کو بھی ادہورا نہیں چھوڑا ہے۔
صد ہا آلات متحرکہ ایجاد ہوئے ہزاروں براہین ہندسیہ علی طور پربنابت کیے گئے۔ امیہ بن
عبدالعزیز نے ایک ڈوبے ہوئے جہاز کو بحر اخضر سے بمعاونت انہین آلات غریبہ کے
نکالا جسکی نظیر یہ ترقی یافتہ زمانہ عملی طور سے آج تک نہ دکھا سکا۔ ہارون الرشید نے دو
بغدادی علما کو صحراے سنجا کے کسی خاص حصہ کی پیمائش کا حکم دیا کہ زمین کی کریت بالمشاہدہ
ثابت ہو جاے چنانچہ قطب شمالی کے ارتفاع سے جو اوس خط کے ایک طرف جانے
سے ظاہر ہوئی تھی زمین کی کریت ثابت ہو گئی۔ علاوہ اسکے اہل عرب نے اقلیدس کی بسیط
شرح لکھی اور بہت سی شکلین ڈھائیں۔ بطلمیوسی زچ کی اصلاح کی۔ منطقۃ البروج کے
تعیج کا حساب لکھا جیسا اوقات اعتدال کے اختلاف کو لکھتا تھا ویسا ہی سنین شمسیہ اور
سنین زمریہ کے اختلاف کو بھی تحریر کیا اور اُنکے درمیان میں چند دقیقون کا فرق پایا۔

اہل عرب نے تحریر کے لیے چند قسم کے آلات ایجاد کیے۔ فن ریاضی میں انکا کمال سلف سے
بڑا ہوا تھا جسکے شاہد وہ عجیب و غریب مکانات رصدیہ ہیں جو مرقند کے ارد گرد بنے ہوئے ہیں۔

پانی کا مقطر کرنا خاص عرب کی ایجادات سے ہے منجملہ اون علوم کے جنہیں اہل عرب کو غیر قرون
پر فضیلت تھی ایک علم جغرافیہ ہے اور اس فن میں جن لوگوں نے شہرت پائی انہیں ایک
ابو الفدا دوسرا مسعودی ہے جنکی تاریخیں انہیں کے نام سے آج تک مشہور ہیں۔ ابھی شمیم
روشنی اور حرارت کی جسمیت تحقیق کر کے بدلائل عقلی ثابت کر چکا ہے جسکو ترقی یافتہ زمانہ
تحقیق جدید خیال کرتا ہے۔ ثابت بن ناصر دمشقی جو آل حمیر سے عہد خلافت یزید ثانی میں ایک
نامی فلاسفر تھا آلات جاذب برق اوّل اوسنے ایجاد کیے جنکے سبب سے بادلوں میں سے قوت
کھربائیہ بجلی کو جذب کرتی تھی اسکے صلے میں خلیفہ شام نے ایک لاکھ دینار ثابت کو مرحمت
فرمایا جس ایجاد کو مذہب زمانہ زنگن سیحی کی طرف منسوب کرتا ہے۔ لوہا ڈھالنے اور بگھلانے
کی تدبیریں عبدالملک بن مروان کی عہد خلافت میں ایجاد ہوئیں جسکو اہل یورپ انگلستان
کی قوت ایجاد کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ انہیں مسلمانوں نے بارود اور بندوق بھی ایجاد کی
جو ڈھٹے ہوئے لوہے کی ہوتی تھی۔ اسی طرح اکثر تحقیقات جدیدہ کا مولد و منشا اگر تلاش
کیا جائے تو ہمارے ہی اسلام کی قوت ایجادی اُسکا خراج ہوگی۔

اسی طرح مسلمان شاعری کے موجد بن نظم کی بحرین انہیں کی قوت ایجاد کی مرہون
ہیں۔ فرانس اور اٹلی وغیرہ میں شاعری کا شوق مسلمانوں ہی کی بدولت پیدا ہوا۔ ڈاکٹر جانسن کو
اگرچہ انگریزی میں اوّل لغت لکھنے کی عزت حاصل ہے مگر مسلمان فرہنگ نگار بہت پہلے اوس
سے ہو چکے ہیں۔ ایک عربی لغت کی کتاب ساٹھ جلدوں میں ہے جس میں تحقیق لغت کے علاوہ

✽ دکنہ نواب محسن الملک بھادر کا لکچر جو محمد انجی کیشنل کانفرنس کے اجلاس پنجم سے متعلق ہے ۱۲

ہر محاورے کے مقابل علماء اور شہرہ آفاق فقہ کے اور اشعار سند کے لیے لکھے گئے ہیں انہیں
 کے کتب خانے میں ایک نام نامت جھکو کاتب باب العین تک لکھنے پایا تھا سو جلد زمین تھی۔
 مردم شماری آمد و خروج کی تفصیل سفر کے حالات اول مسلمانوں ہی نے کتابوں میں درج
 کیا ہے۔ فرانس و جرمن اور انگلستان کے لوگوں کو مسلمانوں ہی کے سبب سے سواری کا خور
 ہوا اور گھوڑوں پر سوار ہونے لگے ورنہ اہل یورپ شاذ و نادر گھوڑوں پر سوار ہوتے تھے۔
 عورتیں مردوں سے زیادہ علم کی شائق تھیں قرطبہ اور مصر میں اکثر لیڈی ڈاکٹر ہی مسلمانوں
 کی عورتیں تھیں۔ ہمارے جن جن مسلمانوں کے ذکر میں سات جلدوں میں ایک تاریخ لکھی
 ہے اہل اسپین کی نسبت لکھتا ہے کہ اسپین میں جو ترقی علوم و فنون میں مسلمانوں نے
 کی تھی اسکی تعریف محال ہے۔ مسلمانوں کا دماغ ادب کا علمی ذوق نہایت نادر اور پاکیزہ تھا
 ان میں تہذیب کا وہ جوش تھا جو نہایت مہذب اور تربیت یافتہ قوم میں پیدا ہو سکتا ہے
 علم موسیقی اور شاعری اور دیگر اعلیٰ درجہ کے علوم سے یہ عالی دماغ اور روشن ضمیر مسلمان
 قدرتی مناسبت رکھتے تھے۔ ہندو تہذیب فلسفہ علم نباتات منطق انکا خانہ زاد تھا۔ ایجاد
 قوت انکی پرست تھی حرفت اور صنعت گویا انکا آبائی پیشہ تھا۔ پہری موز لکھتا ہے کہ صنعت
 حرفت علم ہنر تہذیب و شائستگی بلکہ ہر قسم کے سویلریشن میں قرطبہ دنیا کا سب سے زیادہ
 جگہ ارستارہ تھا۔

مسلمان اگرچہ فلسفہ و طب میں بقول مولانا شبلی نعمانی یونان و روم کے منت کش ہیں۔
 مگر جو کچھ انہوں نے ان سے لیا انکی تحقیقات اور معلومات کے مقابل وہی نسبت سے جو ان کو

خرمیں سے اور ریزہ ہاے جواہر کو معدن سے۔ امام غزالی۔ فخر الدین رازی محقق طوسی
 سہل بن ہارون۔ ابن رشد۔ ابونصر فارابی۔ ابوالرؤس۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کا علمی خزانہ شہر
 حکماء یونان کے معلومات کا ہمسایہ تھا بلکہ بعض حکماء اسلامین کے فضل و کمال کا
 علمی پلہ نسبت یونانیین کے گران تھا۔ ہیئت کو علمائے اسلام نے جو ترقی اور شہرت دی
 اُس سے خود ایلیا یان یورپ کو آراہے۔ طبیعات میں ارسطو کی غلطیاں بدلائل ثابت
 کی گئیں۔ منطق کو نئے طراز سے ترتیب دیا۔ نور کی رفتار و زیادت کی۔ علم مناظر میں انعکاس کا
 قاعدہ معلوم کیا۔ جبر و مقابلہ جو چند جزے مسئلوں کا نام تھا اس کو علمی مجلس میں کرسی نشین کیا۔
 دو اسازی۔ عرق کھینچنے کے آلے موالید ثلاثہ کی تحلیل۔ تیزابوں کے باہمی فرق اور مشابہت کا
 امتحان انہیں مسلمانوں کی ایجادا سے ہیں۔ کیوسطری انہیں کی قوت ایجاد کی احسانندہ ہو
 علم نباتات میں اپنے تجربوں سے دو ہزار پودے اور اضافہ کیے جب کا بڑا حصہ ابن بیطار
 کی سیاحت کا ماحصل تھا۔ غرض آج یونانی و عربی نصیفات کا کوئی شخص اگر موازنہ کرے
 تو زمین و آسمان کا فرق پائے گا۔

ڈراپر صاحب لکھتے ہیں کہ آجکل کے یورپ کے عالم اور حکیم اور ہیئت دان چاہتے ہیں کہ اپنی
 بزرگی قائم کریں اور اصلی عالموں کو اندہیری میں چھوڑ دیں لیکن اونکی کوشش انصاف کی
 نظر میں بالکل حقیر معلوم ہوتی ہے۔ عربوں نے اپنا نام آسمان کے ستاروں پر لکھ
 رکھا ہے۔

پھر بھی موضح لکھتا ہے کہ الجبر کے اصول سے جو حکم و اقصیت ہوئی وہ فاتح قوم یعنی عربوں کی بدولت ہوئی یہ علم اول اٹلی میں تیرہویں صدی کے آغاز میں مسلمانوں نے پہنچایا۔ فرانس اور جرمن اور انگلنڈ کے طالب علم علم کے اس صاف اور پاکیزہ چشمے سے سیراب ہونے کے لیے آتے تھے جو مسلمانوں کے چشمے میں بہتے تھے ایک یورپین موضح لکھتا ہے کہ مسلمانوں نے سوت اور روئی سے کاغذ بنانے کا طریقہ ایجاد کیا جس سے یورپ کو غیر محدود فائدہ پہنچا۔ مسلمانوں نے بہت سی تجارتی ایجادیں نکالی تھیں جو دوسرے علموں کے ساتھ یورپ میں داخل ہوئیں۔

غرض کیا علم کیا فن سب کے موجد عرب ہیں اور انہیں عربوں کی فیاضانہ ایثار نے علمی اور علمی

۱۔ یہ مضمون نواب محسن الملک بہادر کے لکچر سے لیا گیا ہے جو محمدن ایجوکیشنل کانفرنس کے اجلاس پنجم مقام الہ آباد میں دیا گیا ہے۔ ۱۲۔ سن ایکڑ اعیسوی کے آخر میں پوپ جریز فرانسسی جو انجام کار پوپ اعظم کی شاہی کرسی پر بیٹھا اور سلف ترائی کے نام سے بلند آوازہ ہوا۔ اسپین کے مسلمانوں سے علم جبر و مقابلہ فکلیات فلسفہ ہیئت متعلق علم نباتات کسٹری وغیرہ کی تحصیل کی اور سپر او سنے یورپ کے لیے ایک عمدہ کارخانہ خاص اہل عرب کی صنعت کا جاری کیا اور ایک بہت بڑا ذخیرہ تادیر اور اسلامی کتابوں کا ذراہر کیا جس کا ترجمہ لٹن اور فرانسسی زبان میں کیا گیا۔ ۱۲ دیکھو تاریخ مقدیزی اور ابو الفرج ۱۲ عشی۔ حکم دوم بن عبدالرحمن سوم کے کتب خانے کی فہرست جو ہنوز ناتمام تھی جو ایس جلدوں میں تھی دیکھو تاریخ مسامہ ۱۲ عشی تا چوہری ۱۲

دوست یورپ کو مال مال کر دیا۔ اسلامی سلطنت کا مٹنا درحقیقت اسلامی کمالات کا مٹنا تھا جو حقیقت میں حوصلہ فرساحاذہ ہے۔ اُنکے کمالات اُنکی خوبیاں اُنکا علم و فضل اُنکی قوت ایجاد کی کے آثار اُنکی جادو کا طبعیتوں کے علامات اُنکی غیر محدود فیاضیاں ایسی تھیں کہ آج تک انگریزی تاریخوں کا لفظ بلفظ بلکہ حرف حرف گرا بنا احسان ہے۔ مگر ہماری کوتاہ نظری اور کم لگائی نے اُن نامور بکمالوں کے کمالوں کو گنما می اور بے نشانی کے ساتھ صفحہ مہتی سے مٹا دیا جسکا مٹنا درحقیقت اسلامی عظمت و شان کا مٹنا تھا۔ میں نے جو کچھ لکھا ہے وہ دریا سے ایک قطرہ یا یون کیلئے کہ خزن سے ایک دانہ اٹھا لیا ہے۔ اسلامی ایجادات کا سلسلہ واریان کرنا کب اور کس سن میں کس نے کیا چیز ایجاد کی اُنکی سرگزشت کیا ہے۔ اُنکے معاصر کون کون تھے کب پیدا ہوئے۔ اور کس مدرسہ میں تحصیل کی اور کس سن میں وفات پائی۔ اُن تعلیم یافتہ نوجوانوں کا کام ہے جسکا روشن دماغ انگریزی خیالات سے منور جسکا خزانہ خیال مشرقی اور مغربی علوم سے لبریز اور انگریزی اور تازی زبان کی جامعیت سے مجمع البحرین ہے۔ نہ میری معلومات کا خزانہ اس عمارت کے لیے کافی ہے۔ نہ اتنا سرمایہ علمی کہ اُس سے کامل مدد مل سکے۔ نہ اتنی وسعت نظر کہ علمی قوت کی دستگیری سے ایک ایسی خیالی تصویر کھینچ کر (جو اُس خارجی صورت کے خط وخال سے بالکل مشابہ ہو جو مسلمانوں کی قوت ایجاد سے متعلق ہے) پبلک میں پیش کروں جسکی دلفریب ادا قبولیت عام کے ساتھ ہر دِلین جگہ پیدا کر سکے۔ نہ انگریزی زبان سے واقف کہ اُنکی تاریخوں سے کچھ کام لے سکوں اور ان خزن ریز دن کو اُنکے نورانی کمالات کی آب و تاب سے گوہر شب تاب بنا سکوں جو لوگ اس کام کے قابل ہیں وہ تصنیفات

سے کچھ ایسے ہاتھ کھینچ بیٹھے ہیں کہ کوئی تحریک انکی داغی قوت کو ہوجان میں نہیں لاسکتی نہ میں اس کام کے قابل تھا نہ اسکو پورا کر سکا۔ میری بے بضاعتی اور کم مائیگی ناظرین کی خدمت میں میری شفاعت کیلئے کافی ہے۔

تجارت

تجارت میں اہل عرب نے ابتداء اسلام سے ترقی کی جس عمارت کی ابتدائی بنیاد میں خود ہمارے رہبر صادق رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی اینٹ رکھی اور حضرت خدیجہ الکبریٰ کا مال تجارتی ملک شام میں لے گئے جہاں تجلیل راہ نے آپ کی رسالت اور خالقیت دونوں کی تصدیق کی۔ ترقی کی تجارت ہمیشہ امن اور فطیوں کی دولت سے لگ رکھاتی رہتی تھی۔

اہل عرب اور چین کی تجارت خلیفہ منصور نے دوسری صدی میں ایک سفارت شہنشاہ ست سنگ کے پاس روانہ کی اس سفارت نے ممالک چین کے اکثر جزیرہ میں اسلامی تاجروں کی عظیم الشان کوٹھیاں دیکھیں۔ اول اول عرب تجارت نے جزائر چین میں کوٹھیاں قائم کیں۔ جاوا کی سلطنت میں تجارت اور اسلام دونوں کو جمکایا۔ طرناٹی۔ ماہیرا۔ ایمبون۔ فلپائن۔ برنیو۔ ان تمام جزائر میں اسلامی تجارتی مرکز کی طرح پھیلے ہوئے تھے۔ اس بات کا علم کہ اہل عرب کس زمانہ سے مشرقی ممالک میں تجارت کر رہے تھے کسی مورخ نے نہیں لکھا۔ مختلف تاریخوں کے دیکھنے سے اتنا پتہ ملتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے تقریباً

۱۵ دیکھو مضمون چین مصنفہ ٹی وولہو آن لڈ صاحب پرنسپل مدرستہ العلوم علی گڑھ اور تاریخ ابن بطوطہ ملاوٹی تاجپوری

ایک صدی پیشتر جزیرہ سیلون کی تجارت بالکل عربوں کے ہاتھ میں تھی۔ ساتویں صدی کے آغاز میں جب تجارت بندریہ سیلون چین سے شروع ہو گئی اور زردبان ترقی برپا یہ پچا یہ چڑھتی گئی تو آٹھویں صدی کے وسط میں عرب تاجر مقام کینٹین میں کثرت سے نظر آنے لگے۔ دسویں صدی سے پندرہویں صدی تک جب تک بحر الہند میں بڑیگز کا دخل نہوا مشرقی ممالک کی تمام تجارت عربوں کے ہاتھ میں رہی ابن بطوطہ لکھتا ہے کہ عرب تجارت نے جزائر میلے کے اکثر جزیروں پر اپنی تجارت گاہیں قائم کیں جیسا کہ شام۔ مصر۔ اندلس۔ افریقہ۔ فارس ترکستان۔ وغیرہ میں کیا تھا۔

ابن بطوطہ۔ جزائر میلے میں جس وقت پہنچا تو وہاں کی اسلامی تجارت اور اسلامی ترقی دیکھ کر بے اختیار زمین پر گر پڑا۔ غرض قبیلے کے قبیلے ریگستان عرب سے نکل کر مثل سیلاب ممالک شرقیہ میں پھیل گئے اس طرح جزائر فلپائن میں تجارت اور اسلام دونوں ہمراہ لائے اور ممالک مشرقی میں ان عربی تاجروں نے دونوں تجارت کو فروغ دیا۔ پولینیشیا اور سوشل دونوں اعتبار سے تجارت اور اسلام دونوں کی مستحکم بنا ڈالی۔ اس طرح سولہویں صدی میں اسپین کے اسلامی تجارت ممالک شرقیہ میں گھس آئے۔ بادشاہ آچیم انہیں تاجر و کھیتی کاروں کو شش در تالیف قلوب سے مسلمان ہوا۔ یہاں کارلشی کا خانہ جو انہیں اسلامی تاجروں کی ہمت اور کوشش کا نتیجہ تھا سولہویں صدی تک ترقی کرتا گیا۔ جنگیز خان کی قہری دولت میں (گردہ تلکانی) کے ہرقوم وطن کو خیر باد کہہ کر صوبہ شانس اور کانسوہ میں بلباس تاجری اگر آباد ہو گئے چونکہ تجارت کے ساتھ قدرتی دلچسپی رکھتے تھے قدم قدم بڑھتے گئے۔ معاملات تجارت میں اونکی رہنمائی

اور دیانت کی شہرت و باکی طرح تمام وسط ایشیا میں پھیل گئی۔ مغلوں کی فتوحات سے شام و عراق کے مسلمان بھی بغرض تجارت مشرقی اضلاع میں ٹوٹ پڑے۔ شام اور بحیرہ دیوانہ کی بندرگاہوں میں مشرقی پیداوار فقط تاجران عرب کے توسل سے پہنچتی تھی۔ اول صدی میں دار الخلافہ بغداد سے چار ہزار عرب شاہ تہانگ کی لک پر ایک بغاوت فرو کرنے کو مالک چین میں پہنچا جب لوائی ختم ہو چکی اور زبان شمشیر کے جوہر دکھا چکے تو عربی اور عجمی تاجروں کی پشت گرمی سے خاص خاص مقامات کو لوٹ لیا اور بغرض ورت وہیں جا رہا نہ بود و باش اختیار کی تاکہ تجارتی لباس میں اسلام کی خدمت کریں۔ اس طرح جزیرہ سماٹرا اور سدر اور آٹرو میں اسلامی تجارت ترقی کے سارے زمینے طر کر چکی تھی۔ چودہویں صدی کے آغاز میں انہیں عربی تاجروں نے ملا سیلو کو مسلمان کیا جس سدر اکا بادشاہ تھا اور جس کا بعد اسلام ملک الصالح خطاب ہوا۔ اس طرح خان سٹوک کا اسلام لانا انہیں تاجروں کے اسلامی بوجوش کا نتیجہ تھا۔ خان سٹوک نے اسلام لانے کے بعد صوبہ کانسوہ کو جبراً مسلمان کیا۔ اُس کے جانشینوں نے بھی وہی رفتار اختیار کی مگر آڑلہ صاف لکھتے ہیں کہ میری رائے میں مسلمانوں کی ایسی کثرت اور بوجوش اسلامی سے یورپ کی تہذیب کو نہایت ضرر پہنچنے کا اندیشہ ہے اسلام ایک نہ ایک دن ضرور چین کا قومی مذہب ہو جائے گا جب ہم دیکھتے ہیں کہ وہاں کے اصلی باشندہ دن میں اسلام برابر ترقی کر رہا ہے اور اپنے اغراض پورا کرنے کے لیے موقع کا منتظر ہیں یعنی کہ سکتا ہوں کہ ایک دن اسلام اپنے مقاصد حاصل کر لے گا ہر لکھتا ہے کہ اگر اسلام نے چین پر ملکی حکومت حاصل کر کے عوام میں اسلام پھیلانے کی کوشش کی تو کیا اس کا کوئی مزاحم ہو سکے گا (ہمارے خیال میں ہرگز نہیں) ہر لکھتا ہے کہ سوائے

تاج شاہی جتنے جلیل القدر عمدے چین میں ہیں مسلمان مثل علیا سے چین اور ہر ممتاز بہتے ہیں مثلاً وزارت - گورنری - سپلائی - حکومت فوجداری وغیرہ - ہر اوسے کا قول ہے کہ چین میں مسلمانوں کے نام بحیثیت حکام اعلیٰ انجمن یا انتظام ملکی ہی نہیں دریافت ہوتے بلکہ تجارت صنعت علوم ریاضیہ اور ہر شے وغیرہ میں ہی مسلمان نامور ہیں -

غرض ملک چین میں عربی تجارت - تجارت کے ساتھ اسلام کو بھی ہمراہ لائے - جن کی سوچ و بخش کو ششون کا یہ نتیجہ ہوا کہ ممالک چین کے مسلمانوں کی تعداد جن کو فقط تاجروں نے تالیف قلوب اور حسن کوشش سے مسلمان کیا ہے روم اور مصر کے مسلمانوں سے آج کہیں زیادہ ہے جہاں اسلام نے بزور تیغ و بقیوت حکومت اشاعت پائی تھی - وائے
ہذا لشی عجیب -

اسی طرح عربوں کی تجارت بحیرہ قلزم - خلیج فارس ممالک ترکستان مرو تجارت اٹھالیہ تسلی آفریقہ ہندوستان وغیرہ میں ناموری اور شہرت کے آسمان پر ستارہ بن کر چکی - ہزار ہا مصناعتی کارخانے اور تجارتی کوٹھیاں قائم کیں - انکی راستبازی اور دیانت نے تمام یورپ کو خریدار بنا دیا فتوحات کے ساتھ تجارت بھی ترقی کے زینے طے کرتی گئی صناعت نے اپنی بیش بہا ایجادات سے بقائے دوام کی عزت حاصل کی -

غرض انہیں عربوں نے فن زراعت میں ترقی نمایاں کی - قانون زراعت کے مسجد ہوئے - جانوروں کی نسل بڑھائی - گوڑوں اور چوہا بایوں کے افزائشی ذرائع مہیا کیے - چاول اور خشک اور روی کا طرز استعمال انہیں سے غیر قوموں کو پہنچا - ہزار ہا شہر لاکھوں قریے آباد کیے

صد ہاتھ رہیں جاری کین۔ باغ کے میوے اُنکا استعمال اُنکی ترقی کے اسباب اسی قوم سے غیر قوموں کو پہنچا۔ ریشم کی پیدائش اور اوس سے عمدہ کپڑا بنانے کی ترکیب انہیں نے بتائی۔ نور کی رفتار زمین کی حرکت انہیں مسلمانوں نے دریافت کی جبکہ ایجادِ فخر آجکل انگریزوں کو حاصل ہے۔ الجبرا۔ علمِ ہدایت۔ جغرافیہ۔ انہیں عربوں کی قوتِ ایجادِی کے ممنون ہیں۔ کیمسٹری۔ علمِ نباتات۔ انہیں مسلمانوں سے مسیحیوں نے حاصل کیا۔ لغت کی تدوین انہیں سے سیکھی۔ علمِ جرجقیل انہیں کامرہون منس ہے۔ بطلیموسی زینج کی اصلاح انہیں مسلمانوں نے کی۔ منطقۃ البروج کے تعریج کا حساب انہیں نے لکھا۔ تحریر کے لیے مختلف قسم کے آلات اسی قوم نے ایجاد کیے۔ فنِ ریاضی کے یہی مرتب ہیں نقطیہ الماء انہیں کی ایجاد ہے۔ روشنی اور حرارت کی جسمیت انہیں نے ثابت کی جسکو فرقہ مسیحی نے انکھ بند کر کے اپنے قوم کی طرف منسوب کر لیا ہے۔ آلاتِ جاذبِ برق انہیں کی ایجاد ہے۔ اسلحہ بنانے اور لوہا ڈالنے اور پکھلانے کی تدبیریں انہیں کی قوتِ آخذہ کی ممنون ہیں۔ بارود اور بندوق اسی قوم سے یورپ نے لی۔ قطب نما انہیں سے یورپ میں پہنچا۔ شاعری کے موج بھی عرب ہیں۔ طبابت کی سرپرستی انہیں نے کی۔ مرضِ چچاک کی ایجاد اور اُسکی تحقیق ماہیت انہیں کی قوتِ علمی کا نتیجہ ہے۔ ثوابت و سیارات کی تحقیقات اول اسی قوم نے کی۔ فنِ تعمیر انہیں سے یورپ نے حاصل کیا۔ حریر بانی کے یہی استلو ہیں۔ فنِ نقاشی اور رنگ سازی کی تعلیم یورپ نے انہیں سے پائی۔ موسیقی کی بنیاد یونانی کے وقت پڑی۔ شاہزادہ خالد نے علمِ کمپا میں شہرت حاصل کی۔ عنبر کی شمعیں۔ جواہر کی مرصع جوتیان چاندی اور صندل کے

مجھے ایک عربی نسل عورت کے جوہر طبیعت کا ایجا د ہے جو ہارون الرشید کی عزیز زادہ مشہور خاتون تھی جس کا نام نہر زبیدہ سے قیامت تک صفحہ روزگار پر یادگار ہے گا۔
تلم یورپ کی توہین زد می بابے کے لحاظ سے ترکوں کی توت ایجا کی ممنون رہی گی۔
سقون کی پلٹن فوج کے ہمراہ رہنے کے لیے پہلے ترکان روم نے قائم کی۔
محکمہ کسریٹ سبایسوی کی رسد رسانی زخمیوں کی خبر گیری انہیں ترکوں کی ایجا د اسکے ہے
کاغذ بنانے کا طریقہ انہیں عربوں نے ایجا د کیا جس سے یورپ کو بغیر محدود فائدہ پہنچ رہا ہے
گٹری انہیں عربوں کی ایجا د اسکے ہے۔

غرض کیا علم فن کیا حرفت و صناعت کیا تہذیب و شائستگی کیا طرز تمدن و آئین سیاست
سب کے موجد عرب ہیں۔ اور انہیں عربوں نے غیر قوموں کو تعلیم دیکر وحشی کو مہذب نادان کو دان
بے ہنر کو باہنر بنادیا۔ بلکہ یون کیسے کہ سوتے ہوؤ کو بٹھادیا اور بیٹھے ہوؤں کو کھڑا کر دیا۔
علم و تہذیب کی شعاعیں ہمارے ہی پاک سینوں اور مقدس خیالوں سے اہل یورپ کے دماغوں
میں پہنچیں۔ ہماری ہی صوبے نے اُنکو شائستہ ہماری ہی معاشرے نے اُنکو مہذب۔ ہماری ہی
تعلیم نے اُنکو دان اور ہماری ہی رہبری نے اُنکو باخبر بنادیا۔ اور ہمارا ہی علم اُنکے بامرتی پر پہنچے
کا زینہ اور انکی دوستی اخلاق کا معادن ہوا۔ جس نے یورپ کو قعر جہالت سے نکالا وہ ہمارے ہی
اسلاف تھے۔ جنکی معاشرے نے وحشی قوم کو مہذب بنایا وہ ہمارے ہی آبا کے کلام تھے۔
زیادہ تربیت المقدس کی لڑائیاں اُنکی ترقی کا باعث ہوئیں۔ جبکا بانی متعصب پطرس تھا

۷۷ ہماری قدیم تاریخیں فتوحات اور غنائے جنگیوں سے لہر رہا بیگا۔ کین کین علمی جلسوں میں آپ کو

یہ لڑائیاں آخر گیارہویں صدی سے تیرہویں صدی کے آغاز تک قائم رہیں جسکے نتائج صلیبیوں کے حق میں سود بخش نہوے مگر اس قدر ضرور حاصل ہوا کہ مشرقی قوموں سے مل جل کر انہیں فلاح کی اصلاح کی باہمی اختلاط سے اُنکا تعصب گھٹتا گیا اور ارتباط بڑھتا گیا۔ غرض مسلمانوں کی محبت سے اُنکے خیالات اُنکے عادات اُنکے علوم و فنون اُنکی ایجادات و اختراعات یہ سب کچھ انہیں سے لیا اور اپنی قوم پر اِشار کیا۔

پس اہل یورپ کے آغاز تمدن کا زمانہ گویا تیرہویں صدی ہے اسکے بعد انہوں نے اپنی علمی اور عملی ترقی میں کوشش کی۔ دو قوتوں نے انکی علمی اور عملی ترقی میں وہ کام کیا جو باؤں میں آگ کرتی ہے۔ جہاں پہ کی ایجاد سے جو تہذیب اور جو خیالات کہ برسوں میں پھیل سکتے تھے دنوں میں پھیل گئے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۷) بڑے بڑے ادیب فلاسفہ حکیم تہذیب دان شاعر وغیرہ بھی لکھائی دینگے جنہیں بعض بعض قلم و علم و فضل کے نافی اسکندر اور ثناء بقراط و ارسطو ہونگے۔ مگر تجارتی یا صنعتی جلسے خال خال کسی مبسوط تاریخ میں نظر آئینگے۔ اسکا سبب اُنکی والا نظری اور بلند خیالی تھی یا اسوقت کا مذاق ایسی چیزوں کو دانستہ قلم انداز کر جاتا تھا۔ انہیں کیا معلوم تھا کہ آئندہ نسلیں بہارستان عالم میں کس مذاق کے ساتھ جلوہ گر ہونگی۔ جن چیزوں کو ہماری قلم نے آج نظر انداز کیا ہے وہی واقعات آئندہ آبِ زند سے لکھے جائینگے۔ میں نے مختلف تاریخوں رسالوں لکچر وں سے جو متفرق حصہ حصہ مذکور تھے ہزار مشکل اس مضمون کو فراہم کیا ہے مسیحی تاریخوں کی طرح نہ اُن بالکالوں کی سیرت و عادات کا حال لکھتا ہے نہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ بزرگ کب اور کہاں اور کس سن میں پیدا ہوئے۔

دخانی حرب نے تجارتی ترقی کے سامان ایسے فراہم کر دیے جس سے ہر شخص اگر ہمت کرے تو مہینوں کی راہ دونوں میں طے کر سکتا ہے نہ اُسکو ہرنون کا گروہ روک سکتا نہ پہاڑ اور ٹیلے سدا راہ ہو سکتے نہ راہداری کے پروانوں کی ضرورت پڑ سکتی۔

تنزل کے سامان

اب ہموک تنزل کے اسباب دیکھنا چاہیے کہ چلتے چلتے یہ گاڑی رُک کیوں گئی اور ہر رفتہ رفتہ اُسکے کیل پُرنے سے سست اور ڈھیلے کیوں ہو گئے۔ اور اُن کیل اور پُرنوں کی درستی کے آلات کیوں مہیا نہ ہو سکے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ گاڑی ٹکٹی ہو گئی۔ لکڑی کو دیکھ لگ گئی۔ کیل پُرنوں کو زنگ کھا گیا۔

خلفائے راشدین کے بعد اسلامی سلطنت کے کئی ٹکڑے ہو گئے۔ ہر ٹکڑا ایک ایک

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۸) اگرچہ اس مضمون میں مسلمانوں ہی کی تجارتی یا صنعتی ترقیاں کہنی مقصود ہیں مگر ایسے موقع پر چہاں ہم نے مسیحی ترقی کا زمانہ بتلایا ہے اگر اُنکی ایجادات کا ذکر بطور حاشیہ کر دیا جائے تو خالی فائدہ سے نہ ہوگا۔ کوئی مسیحی تاریخ اٹھا لیجئے تعجب خود ستائی قوم فریسی سے لبریز پائے گا۔ اور مسلمانوں کے فضل و کمال چھپانے میں اس قوم کو تعصبات خیال کے ساتھ سرگرم دیکھیے گا۔ بعض ایسے متوجہ بھی نظر آئیں گے جو اظہار حق میں بیباک اور راست بازی میں رہ رہ و چالاک ہوں گے۔ اُنکی تاریخ اقسام جواہر سے لبریز اور رنگارنگ مضامین حقہ سے مالا مال ہوگی۔ نیک اندہ و بد اندہ رینک اسی جماعت میں بعض ایسے منصف مزاج بھی ہیں جنہوں نے مسلمانوں کے کمال و نہر کی حیرت انگیز تصویر کھینچی ہے۔ اب میں مسیحی ایجادات کا ذکر کرتا ہوں کہ کس نے کیا چیز کس سن میں ایجاد کی اور کس سرزمین سے

خاصہ فرمانروا کے ہاتھ آ گیا۔ مختلف سلطنتوں کے قائم ہو جانے سے اصلی قوت گھٹتی گئی اور اعضائے سلطنت ضعیف ہوتے گئے۔ تیسری صدی سے ترقی کا قدم رک گیا اور تنزل کے سامان پیدا ہو چلے۔ طوائف الملوک نے مجتمہ قوت کی تقسیم کر دی۔ کبھی آل سلجوقی کا رایت اقبال جنبش میں آیا کبھی آل سامان نے لوہے جمانگیری کو حرکت دی۔ کبھی الوبیہ کا چرم دولت آفتاب عالم تاب بن کر نکلا۔ کبھی نوریہ خاندان کا ستارہ چمکا کبھی ترکان روم کا ہلال بدر بن کر سامع ہوا کبھی قوم تاتاری کی تیغ تیز و سنان خوریز نے جوہر دکھائے فرض ایک قوت مختلف دولتوں میں تقسیم ہو گئی۔ کچھ تو باہمی خانہ جنگیاں ادا واپس کی نفسانی مخالفت نے اسلامی حکومت کو ضعیف کیا۔ کچھ اختلافی مسائل نے ایک ملت مستقیمہ کو مختلف شاخوں میں تقسیم کر دیا۔ ایک طرف معتزلی اٹھ کھڑے ہوئے اور خلق قرآن کے مدعی ہوئے۔ ایک طرف

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۹) نشود نہائی -

جہا پے کا موجد جان کو اسٹریو جس نے سن ۱۲۷۵ء کے آغاز میں اس فن کی بنیاد ڈالی اور ایک نئی قسم کی روشنائی ایجاد کی۔ بعض معتبر مورخ جہا پے کا موجد ڈیوڈ ایل جین کو لکھتے ہیں کہ بعض محقق ایل مہکو ایک انگریزی مورخ لکھتا ہے کہ جان کو اسٹریو نے ایک درخت کی چال پر کچھ لکھا اور اتفاقاً جو اس پر کاغذ رکھا تو وہی حرف و کتبہ کاغذ پر محسوس اُتر آئے یہ دیکھ کر اس نے اول بڑے بڑے پیر چھوٹے لکڑیوں پر کھود کر حرف بنائے ان سے جہا پنا شروع کیا۔ پہلی دفعہ ایک رسالہ سات برس میں چھپا۔ اگلے جو کتاب دنیا میں چھپی وہ پریکٹس آف بیٹری تھی۔ اول جبرسن میں مطبع قائم ہوا۔ پھر شہر ٹرنس اور روم وغیرہ میں پہنچا۔ آدھی دنیا کی سیر کرنا ہوا انگلینڈ بھی جا کوا۔ پہلی کتاب انگلینڈ میں جوطبع ہوئی وہ خطبہ کا

جبر پر اور قدریہ نے جبر و قدر کا مسئلہ پیش کر دیا۔ ادھر سستی اور شیون کے دو گروہ ہو گئے
 پہرہ گرہ سے مختلف شاخیں نکل کر اقصائے عالم میں پھیل گئیں جسکے سایہ میں ایک ایک
 دولت نے آکر پناہ لی۔

اسی طرح اغراض اور خواہشوں نے مختلف لباسوں اور مختلف قابوون میں حلول کیا
 سیاسی سے شریعت نکال لیگی اراکین دولت کا احتیاط کے ساتھ منتخب کرنا موقوف ہو گیا
 بزم مشاورت درہم ہو گئی۔ اتفاق نفاق کے قالب میں جلوہ گر ہوا۔ مختلف ملت مختلف مذہب
 مختلف خیال مختلف اغراض کے لوگ سلطنت کے اجزا اور دولت کے قومی ہو گئے۔
 انہیں مختلف اسباب نے اول اول تنزل کی بنا ڈالی جس کا نتیجہ رفتہ رفتہ یہ ہوا کہ سلطنت ہاتھ سے
 کون بیٹھے علم و فن کی ترقی اور تربیت دولت و حکومت پر موقوف ہے سلطنت کے ساتھ علم و فن

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۰) ایک رسالہ تھا۔ بعض مومنین کا قول ہے کہ ائمہ کبر نے مقام المائین میں چہا پہ کا
 فن ایجاد کیا۔ پندرہ سو اٹھاون میں اخبار چہا پہنے کی تدبیر کی گئی۔ اور اٹھارہویں صدی میں یہ صنعت شرقی
 ہندوستان میں پہنچی اور آہستہ آہستہ ہر شہر بلکہ ہر قصبہ میں پھیل گئی۔ فرانسیسی موع پندرہویں صدی کو
 کمالات اور ایجادات کا مصدر کہتا ہے اسی نامور سن میں دو نامی شاعر اریوسٹو اور تاسو مفلوڈ اہل میں
 نامور ہوئے۔ اسی طرح تھیوفیلی امپیرس گر بادلو کالڈرون۔ ایسے اہل کمال نے علم و تہذیب کی بنا ڈالی میں
 ڈالی۔ انگلستان میں شکسپیر سا شاعر اسی نامور سن میں پیدا ہوا۔

مسئلہ میں بمقام پوڈونا کو پرنکس نامی پید ہوا جس نے آفتاب کا مرکز عالم ہونا اپنی قوت ایجاد کی کھڑ
 منسوب کیا حالانکہ فٹیا غورٹ کے شاگردوں میں۔ فیلو لاڈس بلال علی آفتاب کا مرکز عالم ہونا ثابت کر چکا ہے

کو بھی رو بیٹھے۔ اقبال کے شاہی مجلس امین اوبار کی دیکھ لگ چکی تھی ایک دن چہت بھی کر پڑی۔ دولت اور حکومت کے ساتھ عزت شرافت صنعت تجارت علم و ہنر سب پر

جھاڑ پھڑ گئی نظم

داود اواز گردش گردون گردان داود داد	یا ترقی آسجھان دیا منزل چین چین
جاے آن دارد کنین موج حوادث پچھیل	سر کشد گردون گردان در گریبان زمین
داستان عبت را گر بگردون بگزرد +	ابر از برب کہ بردارد ز مژگان استین
جزر و مد دین حق گر بگری گوی بخویش	کر چنان اوجی فلک افتاد بالای زمین
عظمت بغداد خوانم یا شکوہ اندلس	داستان ہند گویم یا عراق و روم و چین
دور مامون را سلیم یا زمان معصم	عہد سنجرا گویم یا ز دوران یحییٰ +

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۱) بہر تقدیر اب تمام اہل یورپ نے اُنکے بند کر کے اسی سچی حکیم کو مجبور کر دیا ہے۔ سیوس جو ہالند میں پیدا ہوا اُسے ایک بلوری آلہ کے ذریعہ سے دکھایا کہ آفتاب مرکز عالم ہے اور اسی آلہ کے ذریعہ سے بعض ایسے ستارے بھی معلوم ہوئے جن کو اب تک کوئی نہ جانتا تھا۔ بقول سچی موزن ڈورشلی نے سب سے پہلے ہوا کا وزن دریافت کیا مگر یونانی حکما اس کام کو پہلے کر چکے ہیں [دیکھو ابو القاسم ابن ہریری کی کتاب] اٹھارہویں صدی میں اگر لایٹ نے روشنی دہنے کا آلہ ایجاد کیا جس آلہ کو پانچویں صدی میں اہل ہند ایجاد کر چکے تھے۔ اسی قرن میں جندس براؤنی نے انگلستان پہنچنے کی بہت سی راہیں نکالیں غیر آباد مقامات پر ظلیجین بنائی گئیں جس سے صنعت اور دستکاری کو ترقی ہوئی۔ اسی ہندس کے ایجادی آلات نے کتان اور دلی کو بیش قیمت کیڑوں میں دکھایا۔ معدنیات کے سہل مکانے کا ذریعہ وہی آلات ہوئے

خانہ زاد خانہ من بود دولت پیش ازین جاہ و ثروت ہمقران و دین دولت ہمقرین بر شد از خاک زمین تا کاخ برج ہفتمین داستان عرش گویم با سپہر شستین خشاں گرد و چشمہ نیر بجہ پنج چارمین کز بلندی آن فلک آمد بپستی اینچنین گر ندیدی سحابی خوشچکان را بر زمین	علم و صنعت مال من بود است و حرفت کل من فتح و نصرت ہمکوب و ملک و عزت ہمخان صیت فضل مردوشیہ از دوشق و صفہاں شوکت غرناطہ یا دارم کہ اوج قسط طیبہ جائے آن دارد کہ چشم ابر بار و جوی خون چشم را بکشد بنگار انقلاب روزگار زین مصیبت قوم را بادیدہ پر خون نگر
---	--

نوشہ عرشی نباشد بی سبب بر حال قوم

جای آن دارد کہ اُفتد ہفت گردون بر زمین

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۲) اول دل سن چودہ سو عیسوی میں اہل فرانس نے حریر بانی کے لیے آلات غریبہ ایجاد کی۔ اور سن چودہ سو بانوے میں کرسٹوپل نے ایک کیک کو دریافت کیا۔ ۶۶۷ء عرین کپڑا بننے کی کلید ایجاد ہوئیں۔ ۱۷۷۷ء عرین کو ڈھانے اور پہلانے کی تدبیر ایجاد ہوئی جو محمد عبداللہ میں ایجاد ہو چکی تھی جہاں ہزار ہا نیک لاکھوں بند و قین ڈھلی ہوئی ہر طرف دکائی دیتی تھیں۔ ۱۷۷۷ء عرین فرنگیوں نے آلات جاذب برق ایجاد کیے جسکو ثابت و مشقی اکینر اسال منتیر ایجاد کر چکا تھا۔ غالباً یہ خیال کفرزات جاذب برق بین ہزار ہا سال سے عام و خاص اس سے واقف تھے بند مکانون کے کنارے ستون آہنی قائم کر لایا چرتون پر لوہے کا کسی خاص خشیہ سے نصب کرنا اسی غرض سے ہوتا تھا کہ مکان محفوظ رہے اور آہن برق کو جذب کر لے۔ ہندوستان میں اگر برقی سے کوئی کام لینا کسی سید یا حکیم کو منظور ہوتا تو پتی خدمت زیر سار کندہ تھے اور سرنگیاد

اگرچہ دنیاوی عزت و ذلت اقبال و ادبار کے نتیجے ہیں مگر عالم اسباب میں ہر نتیجہ کے لیے سبب اور ہر سبب کے لیے نتیجہ لازمی ہے پس اسی عروجی اور نزولی سلسلہ کے موافق پہلے ہماری ترقی ہوئی۔ اور بعد ترقی نزولی اسباب کے مہیا ہو جانے سے تنزل شروع ہو گیا۔ سلطنت نے مذہب اور شالیہ بنایا۔ علوم و فنون کی طرف راغب کیا۔ تعیش اور سامان راحت نے عیش دوست اور نفس پرست بنادیا جس سے خیالات میں پستی لگئی۔ دماغوں میں سستی۔ نہ وہ چابکدستی رہی نہ وہ جستی۔ نہ دماغوں میں وہ قوت ایجاد باقی رہی نہ طبیعتوں میں وہ قدرت اختراعی۔ جسکی بدولت۔ دولت حکومت۔ صنعت۔ حرفت علم ہر سبب کھو بیٹھے۔ اب آسمانی لشکر یعنی ربانی لگا کے بہرہ دے پر بیٹھے ہیں۔ نہ قوم کی سہمدی سے عرض نہ رفادہ خلق میں کشش کرنے کی فکر۔ نہ زمانے کے ہر قدم بنتے۔ نہ وقت عزیز کی قدر کرتے۔ خود مختاری نے بزم

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۳) سے ایک پستہ بنا دیتے اس تدبیر سے برقی قوت کم ہو جاتی تھی زمین سے نکالتے اور کام میں لاتے تھے۔ سنہ ۱۸۸۰ء میں گوگون اور بہرون کی تعلیم کے لیے پیرس میں مدرسے قائم ہوئے۔ پیرا نہ ہون کی تعلیم ہونے لگی۔ ۱۸۸۵ء میں انگلستان کے ڈاکٹر جنرل نے جیکا کے ٹیکے کی تجویز نکالی۔ فرہی اور ایمبریک کے موزین کا ہنوز فیصلہ نہوا کہ دفاعی کلیں کس نے ایجاد کیں اور ہر ایک کا دعویٰ ہے کہ ہماری قوم اسکی موجد ہے۔ مگر حق یہ ہے کہ دفاعی آلات کی نسبت اول میں دن اسکندری نے محققانہ ایک رسالہ لکھا اور اُسکے فوائد و آثارات کو بذریعہ تحریر تمام عالم میں شائع کر دیا اس لحاظ سے اصلی موجد ہی نہیں دن اسکندری ہے جو حضرت عیسیٰ کی ولادت سے ایک سو بیس برس پیشتر تھا اسکے بعد ۳۳۰ء میں بلا سکوی غزی نے اسکے استعمال کے طریقوں کو سوچا۔ ۱۶۲۳ء میں در شستر نامی انگریز نے دفاعی آثارات کے متعلق ایک

آزادی میں لاکر بٹھا دیا۔ آزادی نے دولت لٹانے پر آمادہ کر دیا۔ زمانہ سمجھا تا رہا نہ سمجھے۔ انقلابات ڈراتے ہیں نہ ڈرے۔ دنیا کے حالات سے بیخبر۔ زمانہ کی رفتار سے ناواقف۔ نہ فنون کے طرف مائل ہوئے۔ نہ علم کی جانب راغب ہوئے۔ ادبار۔ کاہلی۔ جمالت۔ نفاق۔ تعصب۔ نفس پرستی۔ خود رائی۔ خود غرضی۔ ان کمبختوں کے قہری پنجون میں اسیر ہو گئے۔

اب مسلمانوں کا تجارت میں دخل کیوں کم ہو

مشاہدات اور زمانہ کی رفتار بہکوتا رہی ہے کہ تجارتی ترقی دولت کی اعانت اور سلطنت کی شرکت پر موقوف ہے۔ جس قوم اور جس ملک نے جس عہد اور جس حکومت میں ترقی کی۔ دولت اور حکومت کا زور اُسکے بڑھنے کا سبب ہوا ہو گا۔ وہ اسباب ترقی جو آج یورپ میں تاجروں کو حاصل ہیں

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۴) مستقل کتاب لکھی مگر علی طور پر اس سے کوئی فائدہ نہ اٹھا سکا ۱۶۹۵ء میں ڈینسن فرانسیسی نے ایک دفانی کل بنا ہی ڈالی۔ یہ معلوم کر چکا تھا کہ جو قوت قابل بناسا ہے اگر اُس کو ایک الہ ناری میں پہنچائیں تو گرمی کی شدت سے پھیل جائیگی اور جب اُس کو بردوت پہنچے گی تو وہ قوت منقبض ہو جائیگی۔ اسکے بعد جس حادثہ فرانسیسی جسکے کمالات اٹھارہویں صدی کے نصف ثانی میں ظاہر ہوئے تھے دفانی اثر ہوا۔ اُسکے اجزاء کے اختراع کی کیفیت نہایت فکر سے دریافت کی اُس نے یہ بھی لکھا کہ اس سے سفر یا ممکن ہے۔ ۱۸۳۶ء میں جنرل ڈنکین نے اُس آگہ دفانی کا استعمال ایک کشتی میں کیا مگر نا کام کیا۔ یہ ۱۸۴۰ء میں اسی قسم کے اور چند آگہ بخاریہ ایجاد کیے گئے اور فرانس میں دریا سے سون کے کنارے ایک کشتی ڈالی گئی جس میں کامیابی ہوئی۔ ہیر ایل انگلستان نے اسکی کیمیں پکر باندھی۔ ۱۸۴۰ء میں فرانس منگوینی نے ایک دفانی عبارتہ بنا کر ہوا پر

اور وزیرِ وزان کا قدم آگے ہے دولت اور حکومت ہی نے اُنکو مذہب اور شالیہ بنا یا۔ علوم اور فنون کی طرف مائل کیا۔ فتوحات نے ایسی بلندی پر بٹھایا جہاں سے اسلاف کی ترقی اور اگلوں کا کمال چھوٹا نظر آنے لگا۔ قوتِ ایجاد سے حیرت انگیز اختراعات کا نقشہ صفحہ عالم پر کھینچ کر رکھ دیا۔ سیلاب کی طرح تمام یورپ اور ایشیا میں پھیل گئے اور اپنی اختراعی اور ایجاد کی قوت سے تمام لفظوں کی گرمی بازار کو سرد کر دیا۔

جس طرح عرب کے ریگستان اور پہاڑی ملک نے قدرتی طور پر اہل عرب کو حصولِ سلام و معیشت کے لیے تجارت پر آمادہ کیا۔ دولت اور حکومت نے ترقی اور شہرت کے آسمان پر پہلی بنا کر چھپکایا۔ اسی طرح اہل یورپ قدرتی طور پر ماکولات کی قلت پیدایش سے صنعت اور تجارت کی طرف ٹوٹ پڑے۔ جب تک عنانِ حکومت اسلامی فاتحین کے ہاتھ میں رہی یورپ کی صنعت

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۵) اڑا اُسکو اس ترکیبے بنایا کہ اول اس پر ایک قسم کا حریر بنا کر منہ دیا پھر اور لطیف بخارا سے بہرہ دیا۔ ۱۸۹۰ء میں ایک تیزاب نکالا گیا جس سے دہتین گیل جاتی زمین اجدا تار بقی کے اثر پہنچانے کے لیے کام میں لائی جاتی ہیں۔ ۱۸۹۰ء میں جبکہ کڑا بننے والے نے ایک ایسا آلہ ایجاد کیا جس سے بغیر ہاتھ لگائے خود بخود کپڑا بنا جاتا ہے اس آلہ کے کپڑے میں طرح طرح کی صنعتیں ایجاد ہوئیں۔ ۱۸۹۰ء میں گیس کی لندن میں ایجاد ہوئی۔ ۱۸۲۹ء میں ریل جاری ہوئی جس کا مسافر سٹونس انگریز ہے۔ اور ونسٹون انگریز نے نابری ایجاد کی اور اسی زمانہ میں فوٹو گراف کی تصویریں جو کائنات کے ذریعہ سے کھینچی جاتی ہیں ایجاد ہوئیں جس سے فلکیات اور طبعیات نے غیر محدود فائدہ اٹھایا۔ غرضی تاجپوری۔

مال مار بیٹھا ہے۔ اسکے دو سبب ہیں ایک بے علمی جو بغیر ایک قومی مدد سے العلوم قائم ہوئے
 رفع ہو نہیں سکتی۔ دوسرے تجارت کے کاروبار اور شرکت کے اصول اور اسکے حساب و کتاب سے
 ناواقفیت۔ پس جب تک یہ حال ہماری قوم کا ہے گا کوئی کام ان سے نہ ہو سکے گا اور نہ کسی کام
 کی قابلیت انہیں پیدا ہوگی۔ اب ہر کو چاہیے کہ باہمی اتفاق اور امر کی معاونت سے اپنے
 محاصل کے ذرائع بڑھائیں اور محتاج کو بھاننا کہ ہو سکے بند کریں کہ دولت کی افزا ہو اور مصارف
 کی تفریط۔ ملک کو فائدہ پہنچے قوم سے قوم کو مدد ملے۔ جو قوم اپنی ضروریات میں غیر قوم کی محتاج
 اور دست نگر رہیگی وہ آج نہیں تو کل بھیک مانگنے والی ہے۔ ہمارے ہی سر زمین کی بناتی
 اور معدنی اشیاء کو یورپ کے مول سے اہل یورپ لیتے ہیں اور انکی صورت نوعیہ بدل کر پھر
 ہمارے ہی ہاتھوں سونے کی تول بیچتے ہیں اور اس طرح جو کچھ ہمارے جیب اور صندوق
 میں دوسرے کام کے لیے محفوظ رہتا ہے غیر ملک میں کنجا ہوا اچلا جاتا ہے عمر عیار کا فرضی
 جال ایسا ہی بھی مصنوعات یورپ کا جلب مال میں مقابلہ نہیں کر سکتا۔ رُومی یا اُون کو دیکھیے
 کس محنت اور جانفشانی سے ایک سال کی محنت میں طیار کرتے ہیں فائدہ دوسری قوم اٹھاتی
 ہے۔ اپنی صناعی اور کمال کی بدولت اُسی رُومی یا اُون سے کیسے کیسے نفرت اور حیرت انگیز
 کپڑے بنا کر ہمارے پیش نظر رکھ دیتے ہیں محنت کی مزدوری ہر کو ملتی ہے اور ہر مندی سے
 اہل یورپ دولت گھسیٹے لیے چلے جاتے ہیں انکی تجارتی رپورٹوں کے دیکھنے سے معلوم
 ہوتا ہے کہ اہل یورپ اپنی صنعت و حرفت سے سارے ہندوستان کا روپیہ کماتے ہیں۔ آئیوالی اور جانوالی
 تجارتی اشیاء میں اگر مساوات ہو تب بھی مقابلہ کر سکتے ہیں مگر جب جانوالی چیز کی قیمت

سو پوٹڈ اور آئیہ والی چیز کی بچاس ہزار پوٹڈ ہو تو جان لینا چاہیئے کہ ایسا ملک آج تباہ ہوا تو کل تباہ ہوگا۔ فطرت الہی ہمیشہ اسی کی مقتضی رہی ہے کہ جس سرزمین پر عدل و انصاف کا ابرعطا ہو اور آزادی کا رعد کواکتا ہو۔ اور ہر کام خواہ سیاسی ہو یا مدنی کسی خاص قانون و آئین سے وابستہ ہو۔ اور صلاح و فلاح کی تدبیریں جس سرزمین کے لیے زیور سمجھی جائیں وہ ان خداے جل شانہ کی رضا افزون برکتین نازل ہوتی رہتی ہیں۔ ہر دانہ خوش اور ہر خوشہ خرم بن جاتا ہے۔ ہر جمہور کا قول ہے کہ بادشاہ سلطنت کی جیج ہے اور رعایا اُسکی شاخ اور عدل اُسکا نگہبان۔ اسی طرح ہر کام میں مشورت موصل الیٰ بخیر ہے چنانچہ ہادی مطلق نے ہمارے رہبر صادق رسول مقبول کو جو جامع کمالات اور مظہر اتم تھے۔ شا و سرام فی الاھرا (فراکر مشورہ کے لیے حکم ناطق فرمایا تاکہ امت مرحومہ کوئی کام بغیر مشورہ نہ کرنے پائے۔ حضرت علیؓ کا قول ہے کہ مشورہ نہ کرنے میں خیر نہیں ہے اہل بیان پورپنے اسی خیال ہی پالیمنٹ مقرر کی تاکہ سیاسی آمدنی کل امور جزیرہ و کلیہ مشورت پر نافذ ہوں۔ اور اخبار کو آزادی دی تاکہ امور ریاست و فلاح ملک و بیہودی رعایا پر آزادانہ بحث کرتے رہیں جبکہ نتیجہ یہ ہوا کہ ملک کی حالت عمدہ رعایا کی دولت مند ی بڑھتی جاتی ہے افلاس دور ہوتا جاتا ہے۔ اخبار کی آزادی سے حکام اپنی غلطی اسے پر واقع ہو کر جلد اصلاح کر لیتے ہیں۔ اسے کی کثرت خطبہ کی غلطی سے اکثر محفوظ رہتی ہے۔ اسی خیال سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے امور خلافت کو چھ شخصوں کی مشورت پر تجویز کیا آپؓ نے ارشاد فرمایا کہ جب ایک بات پر چار متفق ہوں اور دو مخالف تو چار کے ساتھ اتفاق لازم ہے۔ اسطو کا قول ہے کہ ایک شخص کے ذمے تمام قوانین اور مصالح ملکی کا بار ڈال دینا مصلحت اور دور اندیشی کے

خلاف ہے۔

جب تک اہل اسلام ملت بیضا کا احترام اور قانون الہی کی پابندی فرض جانتے تھے اُنھیں تک اُنکی عروت دولت سلطنت اور ہر قسم کی دنیاوی ترقی باقی اور روز افزون تھی ملک آباد اور پُر رونق تھا۔ ہر گھر میں دولت بھٹی پڑتی تھی اقبال سونا برساتا تھا۔

قرۃ العیون جسکو شیخ احمد زرقی مصری نے فرانسیسی زبان سے ترجمہ کیا ہے (اور جس تاریخ کی تصدیق تمام عیسائی مورخوں نے کی ہے) لکھتا ہے کہ مسلمانوں نے آٹھ برس کے عرصہ میں جب قدر ملک فتح کیے اُننے ملک رومیوں نے باوجود کثرت خدم و حشم آٹھ قرون میں بھی فتح نہیں کیے اور جو کچھ ہم نے مسلمانوں کے ملک کی آبادی وغیرہ کا ذکر کیا اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے عہد فرمانروائے میں آبادی اور اُنکی دولت و ثروت کی تسکد رتی تھی اور وہ سب شجاع اور بہادر تھے۔ یہ سب چیزیں اُنکے عدل و اتفاق کی حاصل اور اُن کی اولوالعزمی اور اتحاد کے نتیجے ہیں۔

ہندوستان ہندوستان جسکی صنعت ایک زمانہ میں ضرب المثل تھی اگرچہ اُس لہماقی زراعت پر آج اُس بڑی مگر قوم کی توجہ اور حکومت کی سرپرستی سے بہرہی زمین سونا اُگلنے لگتی ہے۔ غلہ ہر قسم کا اس ملک میں اُتاپیدا ہوتا ہے کہ یورپ ساتری یافتہ ملک بھی آج اُسکی معاونت کا محتاج اور اپنی ماکولات میں اسکا دست نگر ہے۔ غلہ کے بعد انسانی ضرورتوں کے لیے کپڑا ہے اور کپڑا ہر طرح کا تابستانی و زمستانی ہندوستانی بناؤں میں کشمیر اور آرمینیا کی سرکی جامہ دار اور شال۔ تبارس کا کھواب اور ریشمی ساٹیاں۔ ڈھاکہ کا تنزیب اور ڈوریہ۔ لکھنؤ کی کپڑا

سوزن کاری کا کام۔ اکبر آباد کی شہر بنیان۔ اعظم گڑھ کا سنگی۔ آرکٹ کا پلنگ پوش
دلی کا زردوزی کام اور نگ آباد کا ہمواد شروع۔ ہنکٹھے کے غالیچے۔ ناندری کی مٹل۔
ضلع پھیننی کی ساڑیاں اور ستار۔ گجرات اور مراد آباد کے نقلی ٹوٹ۔ ٹوٹا کے کشمی غالیچے
حیدر آباد کے اضلاع کا قابل قدر مال۔ کیا انسانی ضرورتوں کے لیے ناکافی ہیں۔

مین نے مثیل چند مقامات کی شہرت یافتہ مصنوعات کا ذکر کیا ہے ورنہ کوئی شہر بلکہ
کوئی تقصیر ایسا نہیں جسے مصنوعات کا کوئی حصہ نیا یا ہو۔ اسی طرح دلی اور لکنؤ کے مٹی اور
برنجی ظروف۔ نیکینے اور سمار پور کا کمدان چوبی سامان۔ مدر اس کی کرسی و میز و الماری وغیرہ
غازی پور کا قلمدان۔ مراد آباد اور بیدر کے حیرت انگیز ترین۔ کیا قابل قدر نہیں ہیں۔ مین یہ
نہیں کہتا کہ انسانی تکلفات کے لیے فقط یہی سامان کافی ہیں مگر دولت اور اتفاق ہر ضرورت
کے اسباب انہیں ملتی تاجرون اور دیسی صنایعین کے ذریعہ سے بہ تدریج بہم پہنچا سکتی ہے۔
اسلامی سلطنت تو ہاتھ سے نکل گئی رہا ملازمت کا دائرہ محدود اب حصول دولت موقوف ہے،
ملکی ترقی پر۔ ترجیبی اور آرکٹ مین جو نقش و نگار کا کام زمانہ قدیم میں تھا جواب برب آ ہے۔
بیدر کی صنعت تمام جہان میں مشہور تھی اب اوس کو انحطاط کا گن لگ چلا ہے۔ بخاری اور
مینا کاری کا کام جو اقصاء عالم میں بلند آوازہ تھا قوم کی ناقہ روانی کو بیٹھی۔ جنوبی ہند میں ستیل پا
کا کام بے نظیر قابل قدر تھا۔ اس میں شک نہیں کہ ہندوستانی قدیم صنعتیں روز بروز تنزلی
حالت میں ہیں اگر ایسا ہی کس مہر کی باز آ کر گم ہا تو ایک نہ ایک دن صنعتوں کا خاتمہ ہے۔
ہم دیکھتے ہیں کہ ایک شے جس میں اصلاً تفاوت نہ ہو دیسی دکان سے دس دہیہ کو ملتی ہے اور تو ہم

لیتی اور ولایتی دکان سے اُسی چیز کو تیس اور چالیس میں خرید کرتی ہے۔ ترقی یافتہ قوم کا تعصب اور قومی ہمدردی دیکھنی چاہیے کہ (سماوار) جس کا مولد و نثار دوس ہے اس عصبیت نے کہ غیر دولت کی ایجاد سے ہے انگریزوں کے ہاتھ کو روک رکھا ہے ایک ہزار ملک سے کہ سوئی تانگے سے لیکر کروں کے آرائشی سامان تک یورپ کا محتاج اور دست نگر ہے۔ جب تک قوم کو ملکی مصنوعات سے اس قسم کی نفرت رہے گی ملکی ترقی محال ہے۔ صناعت و تجارت با یکدگر وابستہ ہیں اگر صناعت نہ تو تجارت کے پانچ حریفوں سے کوئی شخص فائدہ نہیں اٹھا سکتا اس تنزلی حالت میں بھی ویسی اسباب ہر قسم کے موجود ہیں اگر ملک اُس سے فائدہ نہ اٹھائے تو قوم اور ملک دونوں کے ادا بار کی علامت ہے۔ آج ممالک مغرب زمین جو سرمایہ دار دولت ہیں وہ بدولت صنعت و تجارت کے حریف دولتوں سے ممتاز ہیں۔

جاپان جس کا ایشیائے ممالک میں باعتبار صنعت و تجارت کوئی حصہ نہ تھا آج وہ ایشیا میں ممتاز صنعتی ملک سمجھا جاتا ہے۔

تجارت میں ضعف آنے کا دوسرا سبب

اسلامی تجارت میں ضعف آنے کا دوسرا سبب یہ ہے کہ آج کل یورپ میں نئی نئی کلین ایجاد ہوئیں جس سے ایک مہینے کی محنت ایک دن میں لیجاتی ہے۔ تیسرے وسیع ہو جانا دائرہ مواصلہ تجارتی کا۔ زمانہ قدیم میں دائرہ تجارت محدود تھا اور آمد و رفت کی راہیں مفقود۔ لیکن آج ترقی تجارت کے لیے متعدد راہیں کھلی ہوئی ہیں ایک تاجر متوسط اپنا اسباب تجارتی باسانی تمام مغرب پر پہنچ سکتا ہے مشینوں کی سرعت حرکت کی وجہ سے قلیل زمانہ میں جیسا کہ مصنوعات اور معمولات طیار

ہو سکتے ہیں جسکے افراد انسانی امر معیشت میں باہم محتاج اعانت ہیں اب ہم کو باتفاق قوم و حمایت امر ایسی تدبیر کرنی چاہیے کہ ہمارا رویہ ہمارے ملک اور قوم کے کام آئے اور زمین کا ہر ٹکڑا خواہ بھاتی ہو خواہ معدنی سونا اُگلنے لگے۔

رے

میری رائے میں صناعت اور تجارت کی ترقی چند امور مفصل ذیل پر موقوف ہے۔

اول۔ نقائص کی اصلاح اور اخلاق کی درستی۔ معاملات میں دیانت اور راستبازی کا برتاؤ ترقی کا پہلا زینہ ہے۔

دو۔ اسباب تنزل اور گرانی اشیا پر بعد غور کامل و اتفاق آرا اصلاح اور ازانی قیمت کی تدبیر اور اُسکے اسباب مہیا کرنا۔ یہ دوسرا زینہ آگے قدم بڑھانے کا ہے۔

تیسرے صنعتی مدارس اور تجارتی کمپنیاں بشکرت دولت قائم کرنا اس لیے کہ جب تک پیشہ ورون کی محنت امیرون کی دولت سے ٹکڑے ٹکڑے کی ترقی صنعت اور درستی اخلاق کا دائرہ وسیع نہ ہوگا۔

چوتھے تجارتی قانون باتفاق آرا مرتب کیا جائے اور اُس میں شرکاء تجارت کے حقوق کی حفاظت دیسی ہی کی جائے جیسے خزانہ عامرہ کی حفاظت مد نظر ہے اور اُس قانون میں یہ بھی لحاظ رکھا جائے کہ اسباب تجارت معاملات خفیفہ میں کشاکشی عدالت سے محفوظ رہیں۔

پانچویں متعدد کارخانے قائم ہوں اور ہر قسم کی کلین فراہم کیا جائیں تاکہ تعلیم یافتہ اہل کمال اُن کلون کے ذریعہ سے ہر قسم کی مصنوعات بنانے پر قادر ہوں۔

چھٹے ہر کارخانے میں مثل گورنمنٹ انگریزی دولت مشترک غالب ہے کہ نقائص کی اصلاح اور اخلاق کی درستی ہو تاکہ دولت کے زور پر کارخانہ ترقی صنعت کے زینے طے کر سکے۔
ساتویں تجارتی اشیا کا اشتہار دیا جائے کہ ترقی تجارت کا بڑا ذریعہ اشتہار ہے جسکو مشاہدات نے ثابت کر دیا ہے۔

آٹھویں ہر سال ایک کمیشن قائم ہو جسکے سبب سے مختلف خیالات مختلف ملت مختلف ملکوں کے آدمی ایک مرکز پر راہم ہوں اور ایک دوسرے کے حالات معیشت و معاشرے سے

۱۵ گلاس کٹر کے اشتہار دیا جائے کہ چار انگ ہندوستان میں کوئی ضلع بلکہ کوئی قصبہ اور گاؤں تک باقی نہ رہ جائے تھیں بعض تاجران یورپ کا ذکر کرتا ہوں جنہوں نے لاکھوں روپیہ فقط اشتہار میں صرف کر دیا ہے۔ مسٹر بیچمن نے ۱۹۹۰ء میں سولہ لاکھ ستر ٹھہ ہزار روپیہ گولیون کے اشتہار میں صرف کر دیا جو شخص ایک سال کے عرصہ میں اتنی بڑی دولت صرف کر دے اس کے فائدہ کا اندازہ کرنا مشکل ہے۔ مسٹر ہالوے نے اپنی سیم کی یادگار میں کالج بنایا جسکی صرف عمارت میں ایک کروڑ سے زیادہ صرف کیا کالج کے سامنے شفا خانہ ہے جس میں چار سو اسی کمرے میں کالج کے علاوہ آدھا کروڑ اس میں لگا بیٹھا مگر یہ سب خرچ کمان سے آیا صرف ہر مہم اور گولیون سے جسکے ہزار میں سے ایک حصہ ان مکانات پر صرف کیا گیا مگر یہ سب رقم بدولت اشتہار کے کمائی۔ اسی طرح صد ہا دویان بذریعہ اشتہار کے لاکھوں کروڑوں کی ہر سال کمیتی ہیں ۱۲

عشری تاجپوری ۱۲

واقفیت پیدا کر کے تمدن میں ترقی اور نقائص میں اصلاح کرنے کا موقع حاصل کریں۔ غرض بغیر امر سے قوم کی شرکت اور احانت کافی کے اصلاح اور تجارتی ترقی بچوں کا گھر زندہ ہے کچن بکڑا رہے گا۔ اور جب تک ملک باعانت دولت ہمت کی آہنی سڑک اور اتفاق کا دھانی نہیں ملتا تو نکلے گی اس وقت تک یہ تجارتی گاڑی چل نہیں سکتی۔ **نظم**

دیدہ را بردار و رگیتے قریب ان رانگر	چشم را بکشاؤد در عالم حریفان را بین
پستی تو مے ندارد این منزل در نظر	اوج تو مے مانہ بیند دیدہ پستی چنین
زان ترقی کا ندان دوران بدوران رخ نمود	رنجی شہر زحیت مرغ عقل و مدین
آن سلف را ماخلف با شیم ننگ و دمان	و اور یغاے سپہر و صد در یغا اے زمین
قوم پرستی سوار و بجز ناپید اکنار	ناخدا در اضطراب موج طوفان در کین
با خدا دل بند و خود را ناخدا ی قوم کن	تا خدا رحمت کند بحالت کشتی نشین
دو شہاراریش کن تا خوشہ ہا گیسے بیدہر	نوشہارارینش کن تا نوشہرہ یابی ز دین
ز فغان کار کا رہا بشمار از غمت رہسوز	بوستان را خار ہا بردار و گلہا را بچین

خاتمہ

اَبّ مین دعا کرتا ہوں کہ وہ خدا سے بے نیاز جسمیں ب قدر سے بہر ہوئی ہوئی قوم کو بیدار کر دے اور انکی ہمتوں اور ارادوں کی کلون کو اتفاق اور ملکی ترقیوں کی طرف پھیر دے۔ کیا عجب ہے کہ مجموعی قوم سے پہلے اس قابل ہے روح اور پیکر بے روان میں جان تازہ پڑ جائے اور پہلے کے ضعیف اعضاء قوت حاصل کر لیں کہ ممالک یورپ کی مشہور تجارت گاہوں میں کسی

نمبر کی کرسی پر بیٹھ سکے۔ اب اس مضمون کو مین دوسری دعا پر ختم کرتا ہوں اور اللہ کی رحمت اور دین اسلام کی برکت سے امید رکھتا ہوں کہ یہ دعا جس کے ساتھ حاضرین جلسہ کے نعرہ ہستے آمین خوش بدوش بارگاہ اجابت تک جائیں گے ضرور قبولیت کی دستار کا طرہ بنے گی۔ اے وہ کہ جس پر کوئی حاکم نہیں اور وہ سب پر آم اور سب چیز پر قادر ہے اس اسلامی سلطنت یعنی (حیدر آباد صانہ اللہ عن الشر والفساد) کو جو ہند کے پانچ کروڑ مسلمان کا آج ماویٰ و مباح ہے روز افزون ترقی کے ساتھ بد تک سلامت رکھ۔ اور اُس کے محبوب فرمانروا نیر آسمان جلالت طرہ دستار اقبال و دولت ظل سبحانی اعلیٰ حضرت مریم محبوب علی خان بہادر آصف جاہ سادس خلد اللہ ملکہ و دولتہ کو دنیا کے نامور سلاطین اور اولوالعزم فرمانرواؤں کی فہرست میں بہ ترقی عمر و دولت صدر نشین کر۔ اور اُس کے وزیر جا ماسپ تدبیر عالیجناب بشیر الدولہ نواب سر آسمان جاہ بہادر مدار الملہام سرکار عالی کو بدولت اقبال مسند وزارت پر ہمیشہ کام بخش و کام رواے جہانیاں رکھ۔ اور اُس کی محبوب رعایا اور نامور اور با وفار اکین دولت و اعیان سلطنت کو اُس کے سایہ دولت ابد مدت میں اتفاق اور اطاعت کے ساتھ فارغ البال اور خوش حال رکھ۔

(این دعا از من و از خلق خدا آمین باد)

کاتب مضمون

ابوالقاسم محمد فضل رب عرشی تاجپوری

وظیفہ خوار سرکار آصفیہ دام دولتہ

جب الگزٹررسل ویب صاحب ایمریکہ سے بغرض امداد حیدرآباد و شریف لائے اوس وقت بہتریکہ عالیجناب نواب محسن الملک بہادر۔ مولانا عرشی صاحب نے جلسہ باغ عام میں جہان تخمیناً پانچ چھ ہزار آدمی فراہم تھے یہ قصیدہ اس جوش سے پڑھا کہ حاضرین جلسہ کے قلوب متلعلش ہو گئے اور جنٹلمینوں کی چیریز سے مقام جلسہ گونج اٹھا۔ بعد مولانا کے ویب صاحب نے انگریزی میں لکچر دیا تھا۔

قصیدہ مدح براسلامی مصنفہ مولانا عرشی

جو جلسہ باغ عام حیدرآباد و کن میں تقیہ سبر و رود الگزٹررسل ویب صاحب پڑ گیا



چشم خود ای قوم بکشا رحمت یزدان بزمین
درد کن اینک فرو آمد چو باران بر زمین
رحمت حق ز آسمان نازل شد اکنون بر زمین
کا ملاز دنیا سے دیگر میہا نے این چنین
سر و نصیرانیاں را در مسلمانان بزمین
سودہ گرد و بر زمین تا در سپاس حق جبین
دست حق در دست گیر دست مردین چنین
این حق مقابل باطل است ۱۲

رحمت یزدان اگر خواہی کہ سینے بر زمین
ای مسلمانان یزدان ہر کلامی خواستید
نہ غلط گفتہ کہ باران بر زمین آمد سرود
میزبانان صفت ز نیر و دفت ز نیر و دفت ز نیر
صورت اسلام تازہ گر بخواہی بست گری
دین حق را بر چنینش زور تم کلاک قضا
قدرت حق گر نباشد آسے قوم از کجا

چون صدف و قعر دریا تشنه گوهر شود
 اے مسلمانان چو دنیا تنگ بر اسلام بود
 میزبانی را نگر بوشید و در مهران ما
 قوم را گردست گیرید ایسران روزگار
 بحر سهروردی بگوشش آید سهروردی کنید
 تا پدید آید آن دولت که جوئی از سپهر
 جز رود مدد دین حتی گر بنگری گوی بخویشش
 سطوت عباسیان را گشتیندستی بگو
 دولت محمود را در هند چو پل از سونام
 گز سلطان صلاح الدین مرا یم داستان
 تیغ نورالدین زنگی گر آید از مینام
 هر چه از دست سلیمان بر سر لور پگ زشت
 گرگز را فتنه بپرس از خاکبانشان جهان
 هببت خالد نگردد را بهبان مصر و شام
 شوکت بعد از خانم یاشکوه اندلس
 دور مامون را سریم یانایان مقصم
 دین و دولت را از نامم بود سر بر آسمان

ابرار بر جاے خود گوهر تراود ز استین
 آمد از زیر زمین و اناس و نیل بر زمین
 میزبان دین حق گردید همانی چنین
 سر بر آرد بای نصرت از گربان زمین
 اتفاق آید و کار دین کنسیدای اهل دین
 تا بر فرا آید آن عت که خولس بر زمین
 کر چنان او حجه فلک اُفتاب لای زمین
 عظمت سلجوقیان را گردیدستی بین
 شوکت تیمور را بنگر میان روس و چین
 جوی خون بیت المقدس را تراود ز استین
 دشنه ترک فلک افتد گردون بر زمین
 داستانش یاد دارد آسمان و هم زمین
 صولت فاروق را زیر نه افلاک برین
 نصرت طارق پیرس از زبان سز زمین
 داستان هند گویم با عسراق و موم چین
 عهد بنجر را بگویم باز دوران گلین
 سر کشان را از نیمه بود تارک بر زمین

مہر را بر آسمان آتش گرفت پیہرین
 علم و صنعت مال من بود دست و حرفت کار من
 فتح و نصرت سر کار ملک عزت ہمخان
 حکمت یونانیان از نسبت شد سربلند
 را صد کامل محقق را نگر در خاک طوس
 بو علی دابن رشد و بلوصر را در جهان
 در ادب قرار و عباس دینیدی داشتند
 آن امام ربیع مسکون افتخار شش جہت
 آسمان علم دین بودش مقیم آستان
 شافعی و مالک و حنبلی بنو مہر فکر
 بحر مواج حقائق شیخ اکبر را نگر
 امر القیس و فرزدق و بنو اس و بنو فراس
 ہر یکی در شاعری بدافتخار روزگار
 گر غزالی را بہ بینی آفتابے در میان
 بر زمین و در عمد مامون بیت حکمت را نگر
 صیت فضل مہر و شیراز و دمشق و صفہان
 شوکت غرناطہ یاد آور کہ اوج و قطب

بحر شمشیر مہر چو شتی آتش افشان بر زمین
 خانہ زاد خانہ من بود دولت پیش ازین
 جاہ و ثروت ہمقران دین و دولت ہمقرین
 آری آئے نامور شد از فریدون آبتین
 کامل فاضل چو اسحق و ابو مشر بہ بین
 ثانی بہت را و افلاطون بیالی بر زمین
 کشور معنی جو نقش سکہ در زیر نگین
 بو حنیفہ زبدہ مخلوق رب العالمین
 راے صائب جو دینہانش بریرہ استین
 آسمانے دیکر آوردند بالائے زمین
 مہر و تاج و قائلق ابن جوزی را بہ بین
 صابر و حسان و اختل قیس خاکستر نشین
 ہر یکی دیباچہ بد سامری را جانشین
 فخر رازی را بیالی آسمانے بر زمین
 در سگاہ آن نظام الملک طوسی را بہ بین
 بر شد از خاک زمین تا کاخ چرخ ہفتمین
 داستان عرش گویم یا سپہر شہر تہمیر

گرفتو حات حجازی را بخوانم داستان
 آه از گردون گردان داد از دوران دوزن
 جای آن دارد که چشم ابر بار دجوی خون
 جای آن دارد که ز غم همچو تار عنکبوت
 جای آن دارد که زهره چنگ و مزمز بشکند
 جای آن دارد که زین سامان مرگ نلگمان
 مشتری از غم بر در طلیسان خویش را
 جای آن دارد که زین غم که بگردان بگذرد
 چشم را بکشا و بنگار انقلا ب روزگار
 زین مصیبت قوم را با دیده چرخ خون نگر
 زین قیامت مآله دیدی تا چو جوی ای سپهر
 جمل دلیستی شد رفیق و محبت سستی شد انیس
 دین و ایمان گشت خوار و فتنه هاشد آشکار
 علم را بینی بدوران از که ایان زمان
 شهر مبادت ای سپهر فله زین استخوان
 صد گره دارد و کنون نکشوده از دست فلک
 از خضاب خون دل رنگین بزنگار عنوان

آسمان را جو سه خونین بگردان آستین
 در کین چون گرگ بود آن دین چو آستین
 خشاک گرد چشمه شیر چرخ چارمین
 بگل سله شیر ز شیر از ده چرخ برین
 بگل سله ز تار خود هندوی چرخ هفتین
 دشت خود بشکند سیان چرخ پنجمین
 زین الم و جزیشش آید عرش رب العالمین
 از تن شیر فلک زین غم بر آید پستین
 کر یلندی آن فلک آمد به پستی انجمن
 گردند پستی سحاب و چو بچکان را بر زمین
 زین مصیبتا که بینی تا چو خواجهی ای زمین
 فقر کعبت شد قران و رخ و محنت شد قرین
 جو و بدعت شد مقیم و کم ز خدا ن شکمین
 جمل را بینی بکیتی از خدایان زمین
 شهر مبادت زان هو خواهی که گویای زمین
 پیش ازین چشم که نادیدست چینی چوبین
 دست و پای نوغ و دسان تمارا به بین

گر نگر دو قوم ماییدار ازین خواب گران
 لشکر بیدار و پوینده در دینال قوم
 بحسب خون تازه بازاری قوم در جوش آورید
 سخت بر گیرید دست غرم و استقلال را
 مگر علم گیرید دست علم و حقست بهتر
 نور دانش باز تابید گر بلج سینه ام
 شاه باز بهتر مگر بر فلک شهر پرزند
 شرم باو از ندای قوم اسلامت ترا
 داده با کسی از دی خداوارے در بیخ
 خبیث زرد و خیر کن تاخیر مینی دجهان
 محور بردار در خرمن - دانه با با اتفاق
 اتفاق و عدم اسخ هیچ میدانی که حیثیت
 اتفاق قوم بین در ملت بیضای ما
 ملکها در ملک بود و تختها در تخت بود
 هر دے کورائیس کرد و ز بهر دی اثر
 هر دے کورانه جنبش آید از پندار و ب
 سینه ما بشکاف دول بیرون کن و سنگی بنه

روے آسایش نه بیهوده بار و زو اسپین
 عسکر لاند سبے تازنده در تسلیم دین
 زیران آید خنک سرکش چرخ برین
 باز کار خود کنسیدای باقیات الصالحین
 ربع مسکون را کج از شش جبهت زیر نگین
 ذره ام بر سر بگیر و چرخور شید مبین
 گر گیس گردن نسرود و افتد ز گردن بر زمین
 روزگارے آینه خان گرد و بجالی ابن حنین
 یاده های خلجی را بر کنی در سنگین
 گر کنی تاخیر مینی شتر ز رخ خشکین
 کوه کت و کوه کن - با عدم را سنج بی معین
 آن حصار استوار و این خون آهنین
 کز شتر بانی گرفت اورنگ شاهان زمین
 دین بیضا همچو نیر بود و دشمن بر زمین
 سنگ بهتر زان دل سنگین که باشد که این
 زان شتر بهتر که در وجد آید از صوت حزین
 باره سنگ است بهتر زان دل پهلوشیر

میسماں نے محشم کا مزدنیائے وگر
چون تجسس کردین راگو ہر پکاش بخاک
زنگ کفر از خاطرش چون لہر و برست با
خواہد آن مرحوم ترویج دین حق کند
لطف حق را طالب اندان خازن علم و فضل
سرکشت باید دین رہ مرحوم را ایستاد
ز رجب باشد خاک رنگین - سر نہ در راج حق
گنج باشد مایہ صبر خج اسی دارے گنج
دین مضی تا رخ افروز و بدنیائے وگر
امی امیران صغار و امی بلیسان کبار
امی فقیران جہان بولے کبیران کن
ہر کہ دیندار است و باشد گشتہ را چند
در رہ حق در خور حق - ہر چه خواہد کان و ہید
اے مسلمانان بی ترویج دین خوش آوری
قوم پرستی سوار و بصر ناپید اکتار
با خدا دل بند و خود را ناخداے قوم کن
عزت از خواہی بہمت کار خود کن در جہان

در لباس روزگار و در شمع ارمونین
برگزید اسلام را از نور حق گزین
عظمت دین در نہادش چون مجاوشد مکین
در جہان نو کہ باشد علم و حکمت را دین
دین حق را راعب اندان طالبان حق و دین
سروری تا یابد از سر دادن را چنین
بگزار از باطل کہ تاحق را بیایا بی بالیقین
گنج اگر خواہی گزراں بنجر را بر زمین
ہم بہتد بے صواب و ہم بکفر و دین
امی اینسان یسار و اے جلیسان بکین
اے گدایان زمان دای خدایان زمین
ہر کہ ہشیار است و باشد دست صہبا یقین
زانکہ این دادن باشد جز بی ترویج دین
کار با سازید تا مانیت نام بر زمین
ناخدا و اضطراب و موج طوفان در کین
تا خدا رحمت کند بہ حالت کشتی نشین
دولت از خواہی بحر ت کار ہا کن بر زمین

دو شهر را ریش کن تا خوشه ها گیسو بد بر
جامه حکمت برکش تا ز جلالی بد بر
رفشان را کار با شمار و از غیبت بر سوز
سنگ را از راه خود بردار و بگزین و بچو سیل
با خست تا با خست را از اتفاق آور بدست
رستمی کن جل را از عزم خود بشکن حصا
کا بلان را اگر جلیسی در جهان باشی ملول
گوش را بکشاد بشنو هر چه گوید روزگار
وقت را قیمت گران کن تا گران باشی بهر
در که درم داریش دست را می گریان دکن
جو در ز پاشش شمار شک سحاب جلد بار
حامیان دین یزدان را بزرگان دکن
دولت دنیا بر اے راحت عقبه بود
لکه کریان دکن نام آوردید از وجود خود
خاصه شاه ملک پرورش شهر یار جم شکوه
آفتاب برج عظمت گوهر درج شرف
سایه خورشید جبرش گرز در د کوه و غاب

نوشها را نیش کن تا تو شمشیر با بانی ز دین
افسر سمیت بس برکش تا شوی سالار دین
بوستان را خار بردار و گل را بچین
عزم را همپای خود بگیر و دشمن بچین
قیصران تا قیصران از عزم کن زیر نگین
مرد شو مردانه بکشاعلم را حصن حصین
جا بلان را اگر انیسی جادوان باشی حسنین
دیده را بردار و بنگر نه فلک را در کین
حرمت دین کن که باشی محترم با اهل دین
هر کسی جو دشمار هست در گیتی رهین
حرف شیرین شمار چرخه مار معین
ما حیان شرک و بدعت ای سترگان زمین
یک زمان غافل نگردد و در عاقل بر زمین
از خن تا مصدور و دم از حلت تا بند چین
میر محبوب علی خان خسرو تاج و نگین
ما حی آثار شرک و حامی آیات دین
سرکشه صد آفتاب از چاک دامان زمین

افکنند مغلب ز باس طغوش شیر فلک
 و امن گیتی ز گوهر همچو عمان پُر شود
 از خیانت گر نظر بگذاشته بگویند
 در کنارش باد یارب شاید مقصود او
 آسمان جباه آن وزیر پاک گوهر کزاد
 نفخه خلق عظیمش گرد باد صبا
 آسمانجاء اجالات آسمان است آسمان
 آن معین صدر عظم اقتدار الملک
 مرغ و پتیم سر بال از بارگاهش نگردد
 گنبد گردون ندارد این چنین کاخ شگرفت
 تعبیه کردند معماران قدرت و لزل
 فیض عاقلش را چگونه آفتاب است آفتاب
 قوم را ریفاء مردان خاکبازان دیگر
 حامی دین نبی عبدل کریم قادری
 آن بزرگان جهان را در حقیقت راهبر

زهره اندازد ز سهم صلبش گاو زمین
 دست گوهر بار جودش گر آید ز استین
 از تن شیر عین حفظش برآرد پوستین
 خاطر پاکش نگردد از بد دوران غمین
 آسمان سازد رخا حفضش در زمین
 ناله های مشک چین بار و زار بر فردین
 آفتاب رای پاکش روکش مهر مبین
 کاستنش آسمان است و سحابش استین
 کشته خشت آستانش آسمان هفتین
 روکش باغ ارم رشک نگارستان چین
 فزونیش اندر یارش نقد خلد اندرین
 آستانش آسمان نهست بالای زمین
 کز وجود آن بزرگان بهت قائم ملک دین
 سید قدسی کرم آن مطلع نور یقین
 دامن شترگان زمین را در طریقت جانشین

۱۵ اقتدار الملک خطاب عالیجناب نواب اقبال الدوله و قارالامر اهدا در معین المام سرکار عالی

ادام الله بقائه - ۱۲

وان دگر حاجی عرب نامش که بعد است
وان دگر واعظ حسن علامه قدسی گهر
از جهاد دین بزرگان کار دین شد ساخته
حجة الاسلام محمد می آنکه از سر حکم
از وجود عقل اول قالبش را نختند
از حمایت و از عدالت دین و دنیا گرفت
در رفاه قوم حق آن مرد دانا پیر گشت
شارع دین آبخان نادم بنیاب بعد از ان
مردگان را زنده می سازد و صریحاً به آتش
آن نکوئی پاکه در اسلام پنهان کرده اند
می نشانند آن نکوئی در دل ارباب عقل
مرد باید تا بمیدان مرغ سو مردان کند
مهدی جادو بیان قفس از دهن خود کشاد
پیره زن را طلعت یوسف ببا زار آورد

صورت علم یقین و معنی عین یقین
دافع آیات کفر و دافع آیات دین
باخته رنگ اقامت از عذر منکوبین
بنوصف را ثالث است و بوهلی را جانشین
جوهر ذاتش نگر و با عرض خلوت گزین
هم خدا خشنود از او شد هم خداوند زمین
ماور گیت نر ایتا ابد مر و چنین
حامی دین انجمن نایب گیتی بعد از من
چشمه رحیوان مگردارنمان در زمین
کار پر دازان قدرت همچو بود رشک چین
از دلال هس عقلی آن خردمند زمین
شیر ز باید که بچپد پنجه شیر عربین
سحر رالت نقته سحر حلال الیک به بین
معنی و لکش اگر باشد بگرد و نشین

۱۵ اشارت بمولوی حسن علی واعظ است مظهر که همراه جناب الکریم رسول رب صاحب مجید آریا
تشریف آورده ۱۲ ۱۳ عالیجناب مولوی مهد علیخان بهادر الفخاطب به نواب محسن الدوله محسن الملک
منیر نواز جنگ دام اقباله ۱۲ -

دیده را بردار و در گیتے قریب آن را نگر
آن چنان قوسے کہ در گیتے بخواری بدیشل
کشور تمذیب گیر دان چنان خوشی کرده
جای آن دارد که زمین موج حوادث پشچل
داستان عربستہ را گر بگردون بگذرد
پستی قومی ندارد این منزل در نظر
ہمت و عزم بزرگان را بنیاب نگرید
دولت دنیا چه بود و ابلق دوران چه بود
زان ترقی کا ندران دوران - بدوران رخ نمود
بود بہر کار دین و دست دنیا دست شان
امج خود دیدید و اکنون پستی خود نگرید
آن سلف را ماخلقت با شیم ننگ دوومان
قوم بخواست و بخش جانکنان بخش تہی ق
گر طیب رحمت یزدان نگر و چارہ ساز
نوحہ عرش بنی سبب بر حال قوم
داد و داد از گردش گردون گردان داد داد
محشر است امروز و امروز است روز بروز جو

(عربی تاہجری)

چشم را بکشاود عالم حریفان را بہرین
این چنین کرد بدینا مالکے زمین
علم و دولت را برواز دست ماقومی چنین
سرکش گردون گردان و در گریبان زمین
ابر را زیب کہ بردارد ز مژگان آستین
اوج قومی را نہ بیند دیدہ پستی چنین
تا چہ کردند آن بزرگان زیر گردون بہرین
بود دنیا عزم شان را ہمچو خور زیر نگین
ریختی شہر ز حیرت مرغ عقل دور بین
بود روشن قلب شان از پرتو عین الیقین
کس ندید اوج چنان را آہ پستی اینچنین
و ادینا لے سپہر و صد دینای زمین
چارہ گر ناچار و چارہ بی اثر و گش ترین
بر زمین آید ہما تم سیسے گردون نشین
جای آن دارد کہ اقتدر ہفت گردون بہرین
یا ترقی آن چنان و یا تنزل این چنین
نامہ دارم کہف مثل کرامت تبیین

ترکیب

مصنفہ مولانا عیسیٰ

جسکو دوسرے جلد باغ عام میں بروز جمعہ مولانا عیسیٰ صاحب نے پڑھا۔
جسکے بعد مولانا حسن علی واعظ نے (جو الگزٹررسل ویب صاحب کے ہمراہ حیدرآباد وٹریف
لائے تھے) اور اردو زبان میں کچھ دیا تھا

(بنام بیگم نامانایزدان)

کافتا بے ز فرد تو بیا بد بفرار	سے زمین بارو گر کج خورش بنار
ساغر مہر گروان دوت زہر نواز	ای فلک خیز و چو طائوس بطنناز و بچم
لیک زان می کہ شندش لعراق و سحجار	جام برکت نہ واز آتش محلول بریز
سر گر انیم ز صبا سی فزنگ شیراز	بشکن این ختم براندی و می مردانگن
مرغ شلیت کند تا سو وحدت پرواز	ساغر کردہ ز خم پیر مغان شیرب
دل رار شتہ ز یک پنبہ تحقیق ساز	خلق را سینہ یک آتش تصدیق بسوز
شکر راجامہ ناپاک آتش انداز	شمع توحید بفانوس قوالب افوز
بشکن از بازو سے عرفان دی وحدت پرداز	لوح توحید بدست آرو طلسم شلیت

حرز اسلام ہبازوی کشیشان بر بند شکر را کاخ دل از مشعل توحید فروز دیدہ اکمل بصرت یکیش از مصحف نو لفگن این دعوی تثلیث ز برہان ہمین بگسل این رشتہ ز ناز و بہ تسبیح فگن ای فلک بادہ توحید باغ ہر چکن تا بنام ہنر آراے حکیمی یکشم	نور ایمان بدل تیرہ قیس انداز جہل را مگر کہ از رایست تحقیق افروز نخیزد آن دفتہ بارینہ بدربار انداز بشکن این تیرگی سخن ز نور اعجاز صوت ناقوس برون آرد بہ تکبیر انداز لیک نام کیہ بود ساعت تحقیق تر از الگز نذر کہ بود مومن اسلام نواز
---	---

کو کبش چون سپہ رخت عریضت بہت
حیدر آباد۔ ازان مگر گردون شست

زو بے نقش دگر بار و نیامد بہ نگار آفتاب بچہ سین دور نہ بینے ز نہار مردے از زیر زمین آید و گیرد در دست ای دکن صورت خورشید جہان تاب تاب یا بکاخ حمل از مرجع اسد آمد مر پایہ علم ز تحقیق کلامش بنگر مے تراوز لبش حقہ صد سلاک گھر برچنین گوہر دریای فضیلت زبید	این چنین نقش شگرف از قلم نادرہ کار این چنین کوکب رخشان کف لیل نہا دست دین را کہ زہر دست نگیرد ستار کافتا بے زمین تو گرفتار کرد یا ماہ ز سرطان بسوی ثور گزر صدق گفتار از انداز بیان شکار مے فشا ند قلش طبلہ صد مشک تار کہ کند فخر زمین بر فلک کج فقا
---	--

<p>باغ اسلام گراں ہمت ادب و فیض ہمتش زین برہوار عزیمت چونند دیر راہوی کشان بھیر پرستش آرد تا نہ امداد بود ہمت مردان چہ کند شخص اسلام ضعیف است و طبیعت غریب گر طبعی سبب ضعف بخود از فیض ہمت اس قوم کہ ہمت ہے ہر مرد و مرض</p>	<p>سخل توحید بر آرد ہمہ دشت و کسار حضر توحید کند بر دل تثلیث نگار سوے لطفا جو مقیمان حیریم دادار تا نہ شمشیر بود گر چہ سازد پیکار دور را جز بد و اینست مگر چارہ کار علیسی آید ز فلک بہر علاج بیمار کیسیا نیست کہ در تجربہ آمد صد بار</p>
--	--

تا کی چہ سنج مخالف رہ اسلام زند
ہم بکام دل ما چہ سنج نفع بزم زند

<p>ما پریشان و بجمعت حریفان امروز بر فکندی بزین آخر از خانہ زین دیدمی اس قوم کہ آخیر چہ روز افتادی کو شکاب جاہ تو با خاک برابر گردید دی کہ در دست تو بودست گریبان جهان دی کہ بخت فلک جاہ تو بالمش میکرد تا چہ خواہی دگر اس دیدہ حیران اشب دولت و ملک شد از دست عکس گشت نمون</p>	<p>نوحہ خوانست پریشان پیریشان امروز تا چہ کردی عین اس اہل حق دوران امروز چہ بلا ما کہ نیامد ز سپہران امروز گردشے کرد چنان گنبد گردان امروز ہست دامن تو و پنجہ دوران امروز باشد اینک بزین بی سرو سامان امروز تا چہ جوئے دگر ای سینہ پریان امروز تا چہ خواہی دگر اسے گردش دوران امروز</p>
---	---

<p>مهره در حقیقت زهر رنگ نمان می داری دی که از کرده خود شرم نکردی ای چرخ گام مردانه بمیدان نه و شیرانه در آ خیز فراز ناخن همت گره بسته کشتا بخت را کینه چه گردید - که بجای نعل منگرو دیده من گوهر غلطان جز اشک علم چون گوی بچوگان کمال بودست</p>	<p>گشت نیرنگ تو ای چرخ نمایان امروز وقت آنست کشتی سر بگر بیان امروز تا بچو مردان شکنی بنجه شیران امروز تا شود عفت ده دشوار تو آسان امروز سر کشد از جبینم خبر بران امروز اشک غلطان بودم گوهر غلطان امروز رفت اے قوم همان گوی ز چوگان امروز</p>
<p>دجله خون دگر اے دیده خونبار بار زین قیامت که گزشت است دل نزار نزار</p>	
<p>آخر ای قوم ندانی دنگشتی آگاه آه از ان موج مصائب که چیلاب آمد شد دران سیل پاکشتی غلظت فزو گاه و بیگاه ز دامن فلک می بارو دولت و علم و هنر و بقعا کرد در غنیمت آه از صولت یعقوب و فتوحات ولید آه از سطوت منصور وزیر ابن حکم</p>	<p>تا بدین روز نشستی بجز ای چو گناه آه از ان برق حوادث که زد آتش ناگاه شد ازین برق غضب خرمن بغداد بتاب هر زمان بر سر مانگ بلا و او یلاد تا رسیدیم نشستم بدین حال تباه آه از شوکت سلجوق زید دن خرگاه آه از تیغ جانگیه سلیمان صد آه</p>
<p>هشام دوم بن حکم دوم نے جب عنان سلطنت ہاتھ میں لی گیا یہ برس کا تھا - کم سنی</p>	

آہ ازان دوت و فرو چشم و خیر و علم ای فلک سیج پرانی چہ شد آن فرو چشم مہر را گوی کہ در چہ شبہ بخود غرق شود زہرہ را گوے کہ از غصہ تنخند و تا عمر مشتری در غم این واقعہ از چرخ فتد خیزد و شمشیر خود ای ترک سہرے برگیر	آہ ازان طرہ و طوق و کرد و آفسر و گاہ چہ شد آن دولت و عزت چہ شد آن ملک پاہ ماہ را گو کہ کند روی خود از نیل سیاہ بشکند بر لب و و فر مار و کشد آہ بر آہ روز خود تیرہ کند تیرہ بیضا و چاہ سوز ازان آتش شمشیر فلک را خر گاہ
--	---

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۰) یا خارجی اسباب کے لحاظ سے اپنے مرحوم والد کے وزیر منصور ابن ابی معاویہ قوطانی کو انتظام سلطنت سپرد کر کے مجلس امین بخشی یا بحسب معزول الاختیار و سلوب السلطنت ہو کر بیٹھ رہا۔ اگرچہ مورخین عبد منصور ابن عامر کو بادشاہ متغلب و فرمانروائے خاص کہتے ہیں مگر حق یہ ہو کہ منصور باعتبار دانش و قوت انتظام و شجاعت خدا داد و استقلال ازل آورد و عدالت فطری جو ہر فرد نقطہ انتخاب تمام انسانوں نے مختلف سنوں میں ستائیں یا عیسائی سلطنتوں پر فوج کشی کی اور اپنی جرنیلی قوت سے تمام سلاطین یورپ کو بزور شمشیر مطیع سلطنت اسلام کر لیا۔ ۹۸۴ء عیسوی میں اس مشہور اور نامور قلعہ (گارماز) کو مسخر کیا۔ ۹۸۴ء میں (مانکاس) کو داخل ملک مفتوحہ کیا۔ ۹۸۶ء میں شہر (کایمبرا) کا تختہ اولٹ کر لیا آیا۔ ۹۸۷ء میں شہر (سانٹیا) پر بزور بازو قابض ہو گیا انہیں سنوں میں نصف انونقہ سے زیادہ کا مالک ہو بیٹھا۔ اس کا زمانہ تاریخوں میں ممتاز اور نامور زمانہ شمار کیا گیا ہے۔ مورخین نے دفتر کے دفتر اسکے فتوحات کی تفصیل اور فضائل کے بیان میں سیاہ کر ڈالے ہیں۔ دیکھو تاریخ سامہ اور سیابک الذہب اور سیکلو پیڈیا۔ عربی تاج پوری ۱۲۔

<p>چند از درد بنالیم بدین حال خراب عزم را از بن دندان خودای قوم بگیر</p>	<p>چند از غصه نشینم بدین رود سیاه تا بکام تو بگرد و فلک عربه خواه</p>
<p>هنر آن مایه یا موز که دانا دادند بعد از آن قطره پست تو کمر را ماند</p>	
<p>باز از خمیر فلک کار چو شیران گیرید باز مروانه بمیدان دلیران آید باز وقتست که از کنج شبستان خیزید باز وقتست که از تیغ کلام و منطق باز وقتست که از فلسفه و معقولات باز وقتست که از صنعت و حرفت بجهان باز وقتست که از کعبه علم و هنر تیشه عزم گرای قوم بگیرید بدست کشور و دولت و عزت زرقیان جهان حکمت و بهمت و همدردی و تدبیر و ثبات و طلسمات ترقی بسر جان آید زنده دارید شب از شغل هنر آموزی تیغ بهمت بکفت آید و سپس زین فلک</p>	<p>ملک و دولت زد لیران چو دلیران گیرید باز از سهمت خود کار چو مردان گیرید باز وقتست که راه ادبستان گیرید ملک دانش ز حرفان چو حرفان گیرید عقل کل را بسر خویش مگس آن گیرید دولت رفته دگر باز دوران گیرید رگبر را بحسب ریفان سخندان گیرید لعل را از جگر کوه بدخشان گیرید هم بد انسان که گرفتند بد انسان گیرید هر چه ایشان بگرفتند از ایشان گیرید عزم را در جگر خون از رنگ شیران گیرید روغن منزه که ازید و چراغان گیرید بحر و بر را بسر مانده همان گیرید</p>

<p>گر پی در پی نخواهید که در مان گیرید انتقام از فلک و گردش در مان گیرید</p>	<p>علم و دانش بکف آید و قدم پیش نیند قوم را دست بگیرد و بر آید بکین</p>
<p>قوم را گوی که هوش آرد و هشیار استند همچو آن مرد دلاور که به پیکار استند</p>	<p>.</p>
<p>پای بشکسته بکاشانه نشینی گنم بود نام تو چو جویس شرف را اندام بود علم تو محیط که نبودش انجام بلب تیغ شکوه تو بدادی پیغام بود عزم تو سپهر که نبودش آرام در دولت و لوله جوش خشیاب اسلام پای بردار و برفت از حریفان خجرام ناقص خود بکمال آرد بشو ماه تمام تیره از راه تو گرد فلک آئینه فام تا چه بودند با غار و چه گشتند انجام تا در گریه اقبال بیفتد در دام تا کند دعوت تو حیدر به تثلیث ایام نیک داند که فرض است بلاغ اسلام</p>	<p>آه ای قوم ندانی که بدان شهرت عام بود رای تو چو خورشید جهان را قندیل بود جاده تو جهان که نبودش آغاز گر زبان را بخلاف تو کشادی اعدا بود عزم تو زیننی که نبودش حرکت آه از گردش گردون که ماندست کنون چشم بکشا و باقبال رقیبان بنگر شمع خود از هنر افروز و بشو مهر بسین حکمت گم شده را باز اگر دریا بے همت عالی اسلاف به بین زیر فلک عزم را شهنشیر بر پیر و از کشا دست در کیسه بیند از دکن نصرت زین فرض ساقط نشود جز با شاعت ای قوم</p>

صبر و استقامت کنید و بر هر بخشید مان بگوئید و سپس غم و تکلیف یزید		که بامریکه ز توحید کند دعوت عام حامی دین همچنین حال کدام است و کدام
	کار دین است پی کار خدا از بد بید زر چه مال است که در راه خدا سر بید	
<p style="text-align: center;">بنگارشگر</p> <p style="text-align: center;">ابو القاسم محمد فضل بخت عمر شریف تاجپوری وظیفه خوار سرکار آصفیه دام دوله</p>		

ہواستغان

اشتہار چھاپنی مطبع مفید گرامر

خدا کے فضل و کرم سے اس مطبع میں ہر قسم اور زبان لی کتابیں اردو - ہندی - فارسی - عربی نہایت خوش خط صحیح و عمدہ جلد ازان نرخ پر عمدہ سیاہی مصاح سے لیتھو میں طبع ہوتی ہیں۔ عدالتوں و محکمہ بندوبست اور جنگی وغیرہ کے جملہ کاغذات بھی چھپتے ہیں یا می مطبع پچیس برس سے اپنے فرائض منصبی کو نہایت ایمانداری اور خوش معاملگی سے ادا کر رہا ہے اور اسکی شہرت اور نیکنامی روز افزون ہے اور اس مطبع میں کتب نسبت اور مطالع کے بہت خوش خط صاف و عمدہ چھاپی جاتی ہیں کیفیت نرخ وغیرہ کی خط و کتابت سے معلوم ہو سکتی ہے نمونہ کے لیے ہمارے مطبع کی چھپی ہوئی کتابیں کافی وافی ہیں۔

المشاہدہ

محمد قادر علی خان ولد احمد خان صوفی مرحوم مالک و مہتمم مطبع مفید گرامر

مہتمم مرقع عالم کی مقبول تصنیفات

”عبت“

یعنی جان اور ہنور یا کاہی اچھوتا ناول جو ۱۹۱۷ء میں مرقع عالم کیساتھ شائع ہوا جس میں شادی نہ کرنے کے نقصانات بہت عمدہ پیرایہ میں دکھائے گئے ہیں۔ ضرور دیکھیے۔ عاشقانہ رنگ میں ایسا علمی مذاق اور کہیں آپ نہ کیسین گے۔ ضرور دیکھیے۔ حصہ اول عمر حصہ دوم عمر

”جعفر و عباس“

دینا کی بیوفائی۔ زمانہ کے انقلابات۔ حسرت۔ رنج۔ غم۔ بس دل بکا کر چھایے گا۔ بالکل طبیعت کے بچپن کو دینے والے سامان۔ یا ناول کے پیرایہ میں قوم کو ایک نیک صلاح آئین عورتوں کی بے پردگی کے نقصانات نہایت کامیابی کے ساتھ دکھائے گئے ہیں قیمت ۱۰

”مسیحی سے عالم“

حفظ صحت کی مستند کتاب جس میں ان چھ چیزوں سے موقعانہ بحث لکھی ہے جو خیر زندگی کا بالکل مداخلہ ہے قیمت ۸ علاوہ محصول۔

درخواست خریداری نقد یا باجارت ویلوپی ایبل بنام حکیم محمد علی خان صاحب اڈیٹر ”مرقع عالم“

ہر دوئی بھیجنا چاہیے۔ فقط

استشارات

فیروز الدین کی بیٹھیر مشہور عالم آزمودہ نہایت مفید اور سچی دوا یان

جبوب خیری یعنی "فیروز الدین بڑا ٹانگ" انسان کی صحت مسئلہ اور شرط یہ دوائی جسکو ہندوستان بہرے مفید تھا جس دوائی نے میڈیکل افسران حکما اور علم پیک کے بڑی تصدیق حاصل کی ہر کہ جہانی کمزوری ضعف اعضاء پر یہ ضعف معذور ضعف و مضعفہ۔ آدھ رنگ۔ وغیرہ کو دور کرنے اور بدن مضبوط اور طاقتور بنانے کیلئے اور خصوصیت کے ساتھ بلا مبالغہ بیٹھیر اثر کے ساتھ جہانی کی غلط کاریوں اور بے احتیاطیوں کے نقص دور کرنے میں بیٹھیر بہن۔ کس ہم گولی عہد جو عہد شیشی تریا برائے قساوت خون درد کنندہ۔ قحاش تہوڑا چھنسی وغیرہ شیشی کلان عہد خور و عہد فیروز باہم کسیر برائے دم۔ کمانسی ترخونک نزلہ زکام آواز کا بیٹھ جانا شیشی خورد ۱۲ کلان عہد تپ تلی کا علاج کسیر ہے۔ گویا ۱۲ عہد عہد ہزار دن مایوس مریض خداوند تعالیٰ کے فضل سے صحت یاب ہوئے ہیں تہوڑے عہد کے مریض کیلئے گویا کانی بن پرائے مریض کیلئے دونوں چائین۔ چوتھیا تپ جادو بہر ارق مشہور ہے ایک شیشی سے ۱۲ مریض صحت پاتے ہر شیشی ۱۲ جب بوا سیر بادی ہوا خونی کسیر ہے فی کس عہد فیروز سرب اسکے استعمال سے عادات افین و چاند وغیرہ میٹھکین چوٹ جاتی ہوا سین نہ ہونہ نشہ ہے۔ صحت برائی سے تیار کیا ہر شیشی عہد باڈی گاڑ دوائی ہسیندہ و بیٹھ شیشی عہد و کیو تازہ شہادت۔ جناب ڈاکٹر جیتن شاہ صاحب آراے بہادریول سرجن و میڈیکل افسر خلیج جنگ ۱۹۲۷ء راکتور۔ اچھا عہد شیشی چند مریضوں میں آزمایا گیا عہد مصفی خون کلاہر جناب ڈاکٹر مہتہ دینی چند صاحب سنت سرجن پنجاب شفا خانہ صدر سیالکوٹ ۱۴۴۸ راکتور ۱۲۷۷ء۔ ایک جبوب خیری ہر کہ لگیلین از بس مفید گویا غلط عاید انگلیش کاپور میں فوجی اعلیٰ سے اعلیٰ عہد دار جناب یو بیک صاحب بہادر ۱۹۲۷ نومبر ۱۹۲۷ مقام ڈھلوزی (ترجہ خط انگیزی) آراے مہرانی بول کلان فیروز باہم و میڈیکل اہل بیجہرہ کی حقیقت پر آراے فیروز باہم دم کمانسی کیلئے نہایت مفید ہے۔ جناب ہشتی دست محمد خاں صاحب۔ از مقام عہد کو تھیں حاصل جانا با و صلیع کو جہا نوالہ ۱۹۲۷ نومبر ۱۹۲۷ کو تھریا تے ہیں۔ جناب کی خوش معاملگی اور راست بازی کی میں جہا تک تعریف کون صحیح اور درست ہر کہ لگی راست بازی سے ہزار ہا بندگان خلا فیض یاب ہوتے ہر جہا میں سے ایک دن کی نیچر گارہی ہر کہ لگی جبوب خیری وغیرہ کا عہد و تازہ مختلف وقتوں میں استعمال کیا۔ یہ سب ایسی سیرل تاثیر اور بیٹھیر ثابت ہوچیں کہ بیان نہیں کر سکتا۔ میں اپنی تمام عمر میں ایسی کوئی دوا نافع نہیں پائی مجھے کلی فائدہ ہو گیا۔

المشتر (فیروز الدین سوداگرا دریاٹ انگریزی مال بازار امرتسر پنجاب)

ہندوستان میں پیدا شدہ مریضوں کا علاج

(مندرجہ ذیل ادویہ راقم سے استحضار کیا کر دیکھو)

شریت منوی اعصاب۔ یہ سرلیج الاثر قابل اعتماد و صلی طاقیت کیلئے جو کثرت خواہشات و سکران و کثرت محنت سے ضعف

۱۰۰ وجہ در در سر در قفس تا یک چشم غیر عواض جو طلع دنیا سے محروم کر نوا ہے ہون بعد کے مشائہ وادہ انسانی کو درست کرنا ہے
 ت فی نشی لعدہ روغن خارا لگانے سے اون عواض کو جو سہو احتمال و خلل قدرت عامل ہونے سے اپنے ہاتھوں تو انوار
 چکے ہون تو تولد لعدہ سیر امیل دریا خوشبو کے علاوہ بالو کو سفید ہونے سے روکتا بخور لہ کام ریش عطیہ جنکو ادنیٰ ادنیٰ باتوں
 جاتا ہے۔ آواز بہاری ہو جانا کمانسی وغیرہ کو دکھنا جو ضعف دماغ و بعد کو پیدائین ہونے دیتا نشی سے ہر صر صر معیر اسقوی بہ
 قط مینائی دہند جالابی ہانا غاش سرخی وغیرہ دور کرتا ہو در ماشہ کیلئے سے سمنون عجیب لاثرتے دات کو مضبوک کرتا ہو در در
 لکشت خورہ مسوز کنی خرایان دفع کرتا ہو تو کیلئے صہ جب دائمی قبض و در حکم ترانفع ریح در در کمر کی شستہ زردی چشم دل
 ہر لٹا ہتہ بادون کا جلنا عرق النساء سر کا جکر نا منفعہ سے پانی جانا وغیرہ دور ہوتا ہے چاند جن کیلئے صہ جب ذیابیطلسنگی
 پیشاب کا لاغری کچھ ابائی و شکر کو دور کر کے قوت پیدا کرتا ہو جگر کو درست بناتا ہے ایک تو کیلئے صہ جب بواسیر وغیرہ کو دور کرتا
 ہفتہ کیلئے عصا روغن اعجاز اسکا اعجاز دیکھنا ہو تو امراض سرطان بدہ خناریر نالو کا سوراج بکند مرین جب زخمون میں
 سے اور پیچ بکھلنے سے تاک میں دم ہو تو آزمائش لگاتے ہی در در بدو کو نور بر صون کا زخم من میں ہوتا ہو تو تولد کیلئے صہ
 لکم مقام افون کمانہ والا زہر دور کر دینا کے لطف سے محروم دیکھ جاتا ہو اسلئے اگر چہ پانچا ہو بلا تکلف چہوڑ سکتے ہر صہ خصا
 بیت خاب چند بنت میں نیا رنگ یا ڈھنگ نا پیری مفقود علامات جوانی مشہود قیمت نشی سے

المشتر حکیم اکبر غلام نبی زبدۃ الحکماء ایڈیٹر رسالہ حافظ صحت لاہور کانپور کا قدرتی جوہر (چوہہ کی دباغت و سامان کی طیاری)

یسا کہ تمام ہندوستان میں صفت کانپور کی کوئی فوق حاصل ہو کش ولایت کے چڑھ کے دباغت اسباب کی طیاری
 یا اسی رسد کان کو ہی سامان کی طیاری کی خصوصیت حاصل ہو یعنی جی لاول درجہ کی قیمت چاہج کجاتی ہو اسکا اصل وجہ کہ چڑ
 ناری سے سلائی وغیرہ کجاتی ہو اور تمام ملک ان لایہ اور ازاد سے اور نہایت ہر شیار کا رنگ و رنگ کو کام لیا جاتا ہے اسکا بھی پورا لحاظ رہتا ہو کہ چڑ
 تمام چڑ جانور کہ چڑ کا ناقص ہوتا ہو کہ نہین کہ جانا بلکہ بلا خال کی نقصان کے کالہ دیا جاتا ہو اور سلائی بھی کسی بڑی بڑی بروت کی نہیں ہوتی بلکہ
 لی پس جن صاحب کو درستی یا طیاری کی سامان چڑ کی نظر میں غرضت اردو یا انگیزی کا رخاندہ لک کی طلب فرما کر اطلبندین اور لک ہی آرڈین
 کی مسامت کا حرج قیج معلوم فرودین علاوہ اسباب چڑ کی کے ہر قسم کا اسباب شتہ جیسی گٹھ پائی لک لک ٹیم میں جو تہ ساختہ کا نہو بٹ گورگا
 دودھ و گٹھن پرتہ و تودسان و تیر تون مراد آبادی کچلہ اور ادا توی دوی ہر قسم کا در تون سی و طر وغیرہ جس قسم کی ضرورت ہو در در سے سود
 لمیشن ایجنٹ کانپور دسپٹی کی فہرست لاکر اس فہرست سے جس چیز کو میری کشین یا چٹائی میں رنگا منظور ہو اس چیز کے نمبر
 مذکور سے ارقام فرما کر طلب فرما دین انشاء اللہ جو چیز قیمت مند جہ فہرست سے انی روپیہ کی تحقیق سے ارسال ہوگی۔

المشتر حکیم اکبر غلام نبی سوداگر محبوبی بازار کانپور

اطلاع بخد مت خریداران رسالہ حسن

رسالہ حسن جو ہوا زریہ نگرانی و سرپرستی عالیجناب نواب عمادوناز جنگ بہادر
حیدر آباد و کن سے ملتا ہے چار مہینے سے چند عالی درجہ قدر دانوں کی فرمائش سے
مطبع مفید علم اگر سے جو چھاپنے کے فن میں مسلم اور نہایت پسندیدہ ہو
شائع ہوتا ہے تاکہ اسکے اولوالعزم ناظرین کو خوبی مضامین کے ساتھ لازم طبع کا بھی پورا
لطف حاصل ہو جو حیدر آباد کے مطابع سے باوجود کوشش ممکن نہیں ہوا۔ اس سے
ہم کو اپنا حیدر آباد کا خاص مطبع بیکار کر دینا پڑا اور اخراجات کی توفیر ہوئی۔ ہم کو امید ہے
کہ ہمارے اولوالعزم ناظرین بلحاظ کثرت و جدت اخراجات دفتر اپنا اپنا زربقایا و ادافہ کے
ممنون کریں گے اور اس علمی پرچہ کی درمے و قلمے مدد فرما کر اپنی قوم کو حسین مختلف
علوم و فنون کے اشاعت کی ہمنو بہت ضرورت ہے اس سے فائدہ اٹھانیکا موقع دینگے
مطبع مفید علم اگر کو رسالہ کے دیگر تعلقات سے کوئی بحث نہیں ہو ایسے جملہ خط و کتابت نہ
ترسیل نہ حسب دستور سابق حیدر آباد میں نواب صاحب موصوف کے نام نامی سے ہونی چاہیے
چند سالانہ سال تمام عطا کرم آمدنی والوں سے۔ لہٰذا اجرت اشتہار فی مرتبہ
فی صفحہ ایک روپیہ

الاق
محمد یوسف نیچر رسالہ حسن حیدر آباد و کن

